ڈیجیٹل ایڈیشن

سود و رشوت

اور بعض دیگر ناجائز ذرائع معاش

www.KitaboSunnat.com

تالیف و پیشکش

فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ترتیب و تبییض

حضرت مولانا محمد یوسف اصغر صاحب

مکتبہ کتاب و سنت

ریحان چیمہ، تحصیل ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

ڈیجیٹل ایڈیشن

سلسلہ منشورات اردو سروس، ریڈیو متحدہ عرب امارات، ام القیوین

سُود و رشوت

اور
بعض دیگر ناجائز ذرائع معاش

تالیف و پیشکش

فضیلۃ الشیخ ابو عدنان / محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ترجمان سپریم کورٹ (الخبر) وداعیہ متعاون

مرکز الدعوۃ والإرشاد، الدمام، سعودی عرب

ترتیب و تبییض

حضرت مولانا محمد یوسف اصغر صاحب

مرکز الدعوۃ الارشاد (ام القوین، متحدہ عرب امارات)

مکتبہ کتاب وسنت

ریحان چیمہ، تحصیل ڈسکہ، سیالکوٹ، پاکستان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حقوق طباعت واشاعت بحق مکتبہ کتاب وسنت محفوظ ہیں

نام کتاب	:	سُود و رشوت
تالیف و پیشکش	:	فضیلۃ الشیخ ابو عدنان / محمد منیر قمر حفظہ اللہ
ترتیب و تبییض	:	حضرت مولانا محمد یوسف اصغر صاحب
ناشر و طابع	:	مولانا غلام مصطفیٰ فاروق
طبع اوّل	:	مارچ ۲۰۰۱ء
قیمت	:	

اسٹاکسٹ:

مکتبہ سلفیہ، ۴ شیش محل روڈ، لاہور، پاکستان - فون: ۷۲۳۷۱۸۴

ملنے کے پتے:

(۱) نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

(۲) اسلامی اکاڈمی، اردو بازار، لاہور۔

(۳) مدینہ کتاب گھر، اردو بازار، گوجرانوالہ۔

(۴) مکتبہ نعمانیہ، اردو بازار، گوجرانوالہ۔

(۵) محکمۃ الشرعیہ الکبریٰ، الخبر، سعودی عرب۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محترم قارئین کرام!

یہ کتاب ایک بہت اہم موضوع پر ہے جس کا جاننا اور سمجھنا ہر مسلمان کے لئے بہت ضروری ہے تاکہ وہ اپنا محاسبہ کر سکے اور اپنی آخرت کو سنوار سکے۔

میں نے اس کی اہمیت اور افادیت کے پیشِ نظر ضروری جانا کہ اسے مزید دیدہ زیب بنایا جائے تاکہ پڑھنے والوں کو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کے مؤلف، جمع و ترتیب، تحقیق و تخریج اور تمام معاونین حضرات کو اس کا بہترین اجرِ خیر عطا فرمائے اور اسے ان سب کے لئے بطورِ ثوابِ جاریہ قبول فرمائے۔ آمین

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ میری اس کوشش میں کامیابی عطا فرمائے اور مجھے اور تمام امت کو دینِ حق کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ربّ العرش العظیم

زبیر سورتی

ڈیجیٹل ایڈیشن کی پی ڈی ایف حاصل کرنے کے لیے واٹس اپ نمبر پر رابطہ کریں:⇦ (+91) 9082458729

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ مضامین

تقریظ ۳

کسب واکل حلال ۸

حلال ذرائع معاش ۱۲

مشتبہ اشیاء سے پرہیز ۱۶

کسب واکل حرام ۲۰

سُــــود ۲۵

سود - قرآنِ کریم کی نظر میں ۲۵

سود خوری حدیث کی روشنی میں ۲۸

سُود کا تعارف واَقسام ۳۳

اقسامِ سُود ۳۶

کیا تجارت اور سود میں کوئی مماثلت ہے؟ ۳۹

تجارت اور سود میں نمایاں فرق ۴۱

سود کی قباحتیں روحانی واخلاقی اور تمدنی ومعاشرتی حیثیت سے ۴۳

حرمتِ سود کی مصلحت ۴۵

سود کی قباحتیں معاشی نقطۂ نظر سے ۴۷

سود کی وکالت کرنے والوں کے عقلی اڑنگے ۵۰

سود کی وکالت کرنے والوں کے عقلی اڑنگے اور ان کا ردّ ۵۲

موجودہ بینکنگ کی تاریخ قدیم ۵۳

موجودہ بینکاری کے فوائد ومفاسد ۵۵

بینکنگ کی اسلامی صورت اور اس کا طریق کار (حصّہ اوّل) ۵۷

بینکنگ کی اسلامی صورت اور اس کا طریق کار (حصّہ دوم) ۵۹

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بلا سود بینکاری کا مجوّزہ خاکہ.......... ۶۰

چند غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ.......... ۶۱

حلال و حرام تجارت و تجّار کا قرآنِ کریم میں ذِکر اور فضائل.......... ۶۳

تجارتی لین دین اور سودا سلف میں دھوکہ دہی.......... ۶۷

ناپ تول اور پیمائش میں کمی بیشی.......... ۷۰

چوری کا مال.......... ۷۵

قمار کی کمائی.......... ۷۹

جھوٹی قسم کی کمائی.......... ۸۲

مالِ یتیم.......... ۸۷

مزدور کی اُجرت.......... ۹۰

جرمِ رشوت ستانی.......... ۹۴

اقسامِ رشوت.......... ۹۵

ہدیہ یا رشوت.......... ۹۸

قدرے جواز اور اس کی شرائط.......... ۱۰۲

رفعِ ظلم اور حق دار کو حق پہنچانا.......... ۱۰۵

جرمِ رشوت شریعت کی نظر میں.......... ۱۰۹

فہرستِ مصادر و مراجع.......... ۱۱۴

مؤلف کی دیگر تصانیف اور علمی کاوشیں.......... ۱۱۷

مطبوعہ کتب:.......... ۱۱۷

مسوّدات:.......... ۱۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وعَلَىٰ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ!

پوری انسانیت کی فلاح و کامیابی کا دار و مدار دینِ اسلام کے احکامات کی پیروی میں ہی مضمر ہے۔ یہی دین اللہ کا پسندیدہ دین ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا دین عند اللہ قبول و منظور نہیں ہے۔

اس دنیا میں اپنی زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے انسان کی بہت سی خواہشات و ضروریات ہیں۔ چنانچہ ان خواہشات و ضروریات کو اسے چار و ناچار پورا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن انہیں پورا کرنے میں انسان چند حدود و قیود کا پابند ہے جو کہ اس کے خالقِ حقیقی کی طرف سے اس پر عائد کی گئی ہیں، جن کی کما حقّہ پابندی کرنے سے ہی ایک انسان صحیح معنوں میں انسان کہلوانے کا حق دار ہو سکتا ہے، ورنہ ان ضروریات و خواہشات کا ہر جائز و ناجائز طریقہ سے پورا کرنا اور صرف اسی میں ہی منہمک ہو جانا اسے حیوانی زندگی دے سکتا ہے۔ وہ شخص جو جانور کی طرح محض اپنے چارے پانی یا لباس و پوشاک کی طلب میں ہی اس طرح سرگرداں رہتا ہے کہ اُن چیزوں کے حصول کے سلسلے میں اسے حلال و حرام کی تمیز تک نہیں ہوتی تو وہ دائرۂ انسانیت سے نکل کر حیوانوں کی صف میں شامل ہو جاتا ہے جن کے سامنے زندگی کا کوئی مقصد، کوئی لائحۂ عمل یا کوئی نصب العین نہیں ہوتا۔

حلال طریقے سے روزی کمانا اور رزقِ حلال کی تلاش کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسلام میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء و رسل اور نیک بندے حلال طریقے سے روزی کماتے تھے۔ دین و دنیا کی سعادت و بزرگی اسی میں پوشیدہ ہے کہ انسان حلال کمائے اور حلال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

و پاکیزہ اشیاء استعمال کرے۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ...... ﴾ [البقرۃ: ۱۶۸]

”اے لوگو! زمین میں سے حلال اور پاک چیزیں کھاؤ...“۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو ارشاد فرمایا:

﴿ يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝٥١ ﴾

[المؤمنون: ۵۱]

”اے رسولو! حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو! تحقیق میں جانتا ہوں جو کچھ تم کرتے ہو“۔

حلال کمانے اور حلال کھانے کی تاکید یہاں تک آئی ہے کہ حرام کھانے والے کی کوئی دعا اور عبادت تک قبول نہیں ہوتی، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

«ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَارَبِّ يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ!» [رواہ مسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

”پھر آپ نے ایک ایسے آدمی کا ذِکر کیا جو لمبی مسافت طے کرتا ہے، پراگندہ بال، گرد آلود ہے، اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب! (یعنی گڑگڑا کر دعاء مانگتا ہے کہ اے اللہ! یہ دے، ایسا کر دے) حالانکہ اس کا کھانا حرام کا ہے، پینا حرام کا ہے، اس کا پہننا حرام کا ہے اور حرام مال سے اس کی پرورش ہوئی ہے، تو اس کی دعا کس طرح قبول ہوگی؟“

حرام ذرائع سے کمانے والے کی کوئی بھی عبادت قبول نہیں اور نہ ہی حرام مال سے پروردہ گوشت جنّت میں جائے گا، بلکہ جہنّم میں جلایا جائے گا۔ جیسا کہ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ وَ دَمٌ نَبَتَا عَلَى سُحْتٍ، وَالنَّارُ أَوْلَى بِهِ».

"جنّت میں وہ گوشت اور خون داخل نہیں ہو گا جو حرام سے پلا ہو گا۔ اس کے لیے تو جہنّم کی آگ ہی اولیٰ ہے"۔

قیامت کے دن ہر انسان سے اس بارے میں سخت باز پرس ہو گی کہ تو نے روزی کہاں سے کمائی تھی اور پھر اپنے کمائے ہوئے مال کو کہاں کہاں خرچ کیا تھا۔ کسبِ حرام تو ایک مسلمان کے شایانِ شان ہی نہیں، حتیٰ کہ مشکوک اشیاء کے استعمال سے اجتناب کی تائید بھی حضورِ اکرم ﷺ نے فرمادی ہے۔

آج اس ماڈرن اور ترقی یافتہ دور میں پوری نسلِ انسانی کے دل و دماغ پر مادّیت کی گہری چھاپ ہے۔ ہر انسان، خواہ وہ معاشرے کے کسی بھی درجے کا ہو، اس کا صرف ایک ہی مطمعِ نظر ہے کہ وہ جلد از جلد اور زیادہ سے زیادہ سرمایہ اکٹھا کر لے۔ اور وہ اپنی ہوسِ زر میں اس حد تک آگے نکل چکا ہے کہ اس کے سامنے سرمائے کی کوئی لمٹ یا حدبندی نہیں کہ کتنی دولت سمیٹ لے تو پھر اس کے لیے کافی ہو گی جس سے اس کی ضروریات پوری ہو سکیں گی۔ آج اگر کوئی غریب ہے تو ایک ہی امنگ اس کے دل میں مچل رہی ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے میں امیر بن جاؤں، اور اگر امیر ہے تو اُس کی تمنا بھی یہی ہے کہ اب میں جلد از جلد امیر ترین بن جاؤں۔

غرض کہ پوری انسانیت کا ہر فرد اِلّا ماشاء اللہ مادّی اسباب کی فراہمی کے لیے دیوانہ وار جد وجہد کر رہا ہے، اور اس تگ ودو میں کسی دینی، ایمانی، اخلاقی یا روحانی ضابطے کی پابندی اپنے اوپر سرے سے پسند نہیں کرتا۔ ہمارا معاشرہ آج ترقی کی بلندیوں کو جتنی تیزی سے چھو رہا ہے اتنے ہی معاشی، معاشرتی، اخلاقی اور سماجی مسائل انسان کو در پیش ہیں۔ دولت کی جتنی ریل پیل اور کھنکھناتے ہوئے سکوں کی جس قدر فراوانی اس دَور میں ہے اتنی کسی بھی دَور کے انسانوں کو میسر نہیں ہوئی ہو گی۔ لیکن افسوس! صد افسوس! کہ اس کے باوجود بھی آج عام انسان تو درکنار ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلمہ گو مسلمان بھی حرام ذرائعِ معاش کو اپنانے میں کسی قسم کی کوئی عار و جھجک محسوس نہیں کرتا۔ اور مختلف قسم کے بے شمار ناجائز و حرام ذرائع سے اپنی تجوریوں کو بھر رہا ہے، مثلاً سُود خوری، تجارت میں فریب دہی، لین دین میں دھوکہ بازی، ناپ تول اور پیمائش میں کمی بیشی، چوری، ڈکیتی، قمار کی کمائی، اکلِ مالِ یتیم اور رشوت خوری وغیرہ، یہ تمام ذرائع آمدن ناجائز، حرام اور شریعتِ اسلامیہ میں سخت ممنوع ہیں۔

زیرِ نظر کتاب اِن تمام ناجائز و حرام ذرائعِ معاش پر سیر حاصل بحث کے ساتھ ساتھ کسب واکلِ حلال کی فضیلت و عظمت پر نہایت ہی جامع، پُر مغز اور بصیرت افروز انداز میں تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے جو کہ ہمارے ایک بلند پایہ عالمِ دین، فاضل اور مدبر دوست جناب محترم مولانا محمد منیر قمر صاحب سیالکوٹی مد ظلہ العالی، ترجمان ام القیوین شریعت کورٹ، متحدہ عرب امارات[۱] کی ریڈیائی تقاریر کا مجموعہ ہے جو کہ متحدہ عرب امارات ام القوین ریڈیو (کے اُردو پروگرام) سے نشر ہوئی ہیں، جسے تمام دینی، علمی، ادبی و سماجی حلقوں میں سراہا گیا ہے اور سامعین کی ایک کثیر تعداد کی خواہش پر اسے کتابی شکل دی جارہی ہے۔

مولانا موصوف کے اندازِ بیاں کا سب سے روشن، ممتاز اور رفیع الشان پہلو یہ ہے کہ انہوں نے تمام تر مواد کو کتاب وسُنّت، آثارِ صحابہ واقوالِ سلف صالحین سے اخذ کیا ہے۔ جس سے یہ بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ موصوف اپنے اندر کتاب وسُنّت کی دعوت و تبلیغ کا ایک بے پناہ جذبہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ اسی شاہراہِ مستقیم پر مارچ کرتے ہوئے صرف اور صرف ایک ہی مشن پیشِ نظر رکھ کر اپنا سفر حیات پورا کر رہے ہیں کہ ع

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے!

موصوف کئی عربی کتب کو اُردو قالب میں بھی ڈھال چکے ہیں، جبکہ متعدد کتب بھی اُن کے

[۱] راقم اب ترجمان سپریم کورٹ الخبر وداعیہ متعاون مرکز الدعوۃ والإرشاد، الدمام (سعودی عرب) ہے۔(قمر)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قلم سے منظرِ عام پر آچکی ہیں جو کہ ان کے علم و فضل، تدبر و دانش وسیع الظرفی اور سلیقہ شعاری کا واضح ثبوت ہیں۔

میری دلی دعا ہے کہ اللہ پاک اُن کے علم و عمل و عمر میں برکت فرمائے اور اُن کی تالیفات وتصنیفات سے عوام الناس کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق دے۔ (آمین)

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

(مولانا) محمد یوسف محمد اصغر

عضو مرکز الدعوۃ والارشاد ام القیوین

۸/ ذوالقعدۃ ۱۴۰۷ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسب واکل حلال

اَلحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، أَمَّا بَعْدُ!

قارئین کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مسلمان کے دیگر اوصافِ حمیدہ کے علاوہ اس کا ایک خاص وصف یہ ہوتا ہے کہ وہ کمائی کے لیے ہمیشہ وہ ذرائع تلاش کرتا ہے جو شرعی نقطۂ نظر سے جائز اور جن سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال ہو۔ اور وہ اپنے کھانے پینے وپہننے کی چیزیں اور اشیائے استعمال مالِ حلال سے حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ نبیٔ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اکلِ حلال کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔

مسلم شریف میں ہے کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے انبیاء ورسل اور اہلِ ایمان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اکلِ حلال وطیب کے بارے میں ایک ہی قسم کا حکم بتاتے ہوئے فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ وَلَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا».[۱]

”اللہ تعالیٰ پاک وطیب ہے اور وہ صرف پاک وطیب چیز ہی قبول فرماتا ہے“۔

«وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ».[۲]

”اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو بھی وہی حکم دیا ہے جو انبیاء ورسل کو دیا“۔

چنانچہ رسولوں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝۵۱﴾

[المؤمنون:۵۱]

[۱] صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، حدیث:۲۳۴۶۔
[۲] صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، حدیث:۲۳۴۶۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"اے میرے انبیاء و رسل! پاکیزہ وحلال روزی کھاؤ اور نیک عمل کرو، میں تمہارے اعمال کا خوب علم رکھنے والا ہوں"۔

اور اہلِ ایمان کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ......﴾ [البقرۃ:۱۷۲]

"اے ایمان والو! ہمارے دیئے ہوئے رزق سے حلال وپاکیزہ اشیاء کھاؤ....."۔

ایسے ہی سورۃ البقرۃ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۱۶۸﴾ [البقرۃ:۱۶۸]

"اے لوگو! زمین کی حلال وپاکیزہ چیزیں کھاؤ اور شیطان کی پیروی مت کرو! بے شک وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے"۔

اور سورۃ المائدۃ میں فرمایا:

﴿وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝۸۸﴾

[المائدۃ:۸۸]

"اور اللہ کا دیا ہوا صرف حلال وپاکیزہ رزق ہی کھاؤ اور اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو"۔

اور سورۃ النحل میں فرمایا:

﴿فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝۱۱۴﴾ [النحل:۱۱۴]

"پس اللہ کے دیئے ہوئے حلال وپاکیزہ رزق سے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ارشادِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے:

«طَلَبُ الْحَلَالِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ».[١]

”رزقِ حلال کی تلاش ہر مسلمان پر فرض ہے“۔

اور ہمیشہ حلال رزق کھانے کو نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دخولِ جنّت کا ایک ذریعہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

«مَنْ أَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِيْ سُنَّةٍ وَأَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ».[٢]

”جس نے ہمیشہ حلال کھایا، سُنّتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر عمل کیا اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہے تو ایسا آدمی جنّت میں داخل ہو گیا“۔

اور ارشادِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے:

«الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، مَنِ اكْتَسَبَ فِيْهَا مَالًا مِنْ حِلِّهٖ وَانْفَقَهٗ فِيْ حَقِّهٖ أَثَابَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَوْرَدَهٗ جَنَّتَهٗ».[٣]

”دنیا سر سبز و شاداب اور شیریں ہے۔ جس نے اس میں حلال ذرائع سے مال کمایا اور جائز مصارف میں اسے خرچ کیا اسے اللہ تعالیٰ اس پر ثواب سے نوازے گا اور اپنی جنّت میں داخل کرے گا“۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے درخواست کی کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے مستجاب الدعوات بنادے تو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

[١] طبراني اوسط عن انس رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وقال منذري اسناده حسن إن شاء الله ونقله الحافظ ابن حجر في مختصره برقم: ٥٨٩.

[٢] ترمذي وصححه هو والحاكم عن أبي سعيد الخدري رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كذا في مختصر الحافظ: ٥٩١/١٥.

[٣] بيهقي عن ابن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«يَا أَنَسُ! اَطِبْ كَسْبَكَ، تُجَبْ دَعْوَتُكَ».

”اے انس! حلال ذریعۂ معاش (اور اکلِ حلال) کی پابندی کرو، تمہاری ہر دعا قبول ہو گی“۔

اور ساتھ ہی حرام خوری کی نحوست بھی بیان کر دی اور فرمایا:

«فَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَرْفَعُ اللُّقْمَةَ مِنَ الْحَرَامِ إِلَى فِيْهِ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُ دَعْوَةٌ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا».[۱]

”جو شخص حرام کا ایک لقمہ اپنے منہ میں ڈالتا ہے اس کی چالیس دن تک کوئی دعا قبول نہیں ہوتی“۔

ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

أُدْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مُسْتَجَابَ الدَّعْوَةِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا سَعْدُ! أَطِبْ مَطْعَمَكَ تَكُنْ مُسْتَجَابَ الدَّعْوَةِ».[۲]

”اے سعد! حلال وپاکیزہ کھاؤ، تم مستجاب الدعاء بن جاؤ گے!“۔

اور اسی حدیث کے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا کہ ”حرام کا ایک لقمہ کھانے والے آدمی کا چالیس دن تک کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ اور جس شخص کے گوشت نے حرام سے پرورش پائی اس کا قرار، واقعی ٹھکانہ جہنّم ہے“۔[حوالہ بالا]

اور ترمذی شریف میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”قیامت کے دن کوئی شخص اپنی جگہ سے اس وقت تک ہٹ نہ سکے گا جب تک اس سے چار چیزوں کے بارے میں نہیں پوچھ لیا جائے گا:

[۱] ترمذي عن أنس رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

[۲] طبراني الصغير عن ابن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پہلا سوال عمر کے بارے میں ہو گا کہ اسے کن کاموں میں صرف کیا؟ پھر جوانی کے بارے میں باز پرس ہو گی کہ اسے کہاں کھپایا؟ اس کے بعد مال کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں لگایا؟ اور آخر میں علم کے بارے میں سوال ہو گا کہ اس پر خود کہاں تک عمل کیا؟ اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

«مَا تَزَالُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ أَرْبَعٍ: عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَ أَفْنَاهُ، وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَ أَبْلَاهُ، وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَ أَنْفَقَهٗ وَعَنْ عِلْمِهٖ مَاذَا عَمِلَ فِيْهِ». [۱]

اور ترمذی شریف کے الفاظ یہ ہیں:

«لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَ أَفْنَاهُ، وَعَنْ عِلْمِهٖ فِيْمَ فَعَلَ بِهٖ، وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَ أَنْفَقَهٗ، وَعَنْ جِسْمِهٖ فِيْمَ أَبْلَاهُ». [۲]

جبکہ ترمذی اور بیہقی کی دونوں حدیثوں کا مفہوم ایک ہی ہے اور ترمذی میں ہی ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ بھی من و عن بیہقی والے ہی ہیں، سوائے اس کے کہ اس میں "عن أربع" کی جگہ "عن خمس" ہے، اور مال کمانے اور خرچ کرنے کو الگ الگ شمار کیا ہے۔

حلال ذرائع معاش

رزقِ حلال کے حصول کے لیے اسلام نے ہر وہ ذریعۂ معاش اختیار کرنے کی اجازت دی ہے جو نہ بذاتہ حرام ہو نہ اس کے ذریعے حرام کی اعانت و مدد ہوتی ہو، اور نہ ہی حرام سے اس کا کوئی تعلق یا واسطہ ہو، جیسے زراعت، تجارت، صنعت و حرفت یا ملازمت وغیرہ۔ کیونکہ محنت میں کوئی

[۱] رواه البيهقي عن معاذ بن جبل الله رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.
[۲] رواه الترمذي عن أبي برة الأسلمي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وقال حديث حسن صحيح.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

عار نہیں، بلکہ عزت و عظمت ہے۔ اور ہاتھوں پہ ہاتھ رکھے دوسروں کی کمائی کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنا اور گداگری کرنا باعثِ رسوائی و ذلّت ہے۔ اور نبی ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ:

«لَأَنْ يَّأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَأْتِي بِحُزْمَةٍ مِنَ الْحَطَبِ، فَيَبِيْعَهَا، فَيَكُفُّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَسْئَلَ النَّاسَ، أَعْطُوهُ أَوْ مَنَعُوهُ».[۱]

”تم میں سے کوئی شخص رسّی لے کر (جنگل کو) جاتا ہے اور لکڑیوں کا گٹھا اٹھا کر لاتا اور اسے بیچ دیتا ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس کی آبرو بچالیتا ہے، (اس کا یہ کام) اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے اور وہ اسے کچھ دیں یا نہ دیں“۔

اور قرآن و سنّت میں زراعت و باغبانی کے بارے میں تفصیلات موجود ہیں کہ اس میں مادّی فوائد کے علاوہ صدق و ثواب بھی ہے۔ جیسا کہ بخاری و مسلم میں ہے:

«مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ وَلَا إِنْسَانٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ».[۲]

”کوئی مسلمان جب کوئی پھل دار پودا لگاتا ہے یا کھیتی بوتا ہے اور ان میں سے کوئی پرندہ یا انسان کچھ کھالیتا ہے تو یہ بھی لگانے والے کے لیے صدقہ ہے“۔

البتہ شرط یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز کاشت نہ کی جائے جس کا استعمال حرام ہو۔ مثلاً حشیش یا گانجا کی کاشت۔ اور تمباکو کے بارے میں بھی اہلِ علم کا راجح قول یہی ہے کہ اس کی کاشت بھی

[۱] بخاري: ۳۷٤/۱، ۱۰/۷ - ۸۰، ابن ماجة: ۱۸۳٦، أحمد: ٦۷/۱ - ١٦٤ عن زبير بن عوام، مسلم: ٩٦/٣ - ٩٧ عن أبي هريرة نحوه وبخاري: ٧٣/١ - ٣٠٦، ١٠/٢ - ٨٠ عن أبي هريرة. مؤطا امام مالك: ٩٩٨/٢ - ١٠. نسائي: ٦٣/١ - ٣٦٢. أحمد: ٢٥٧/٢، ٣٠٠، ٣٩٥، ٤١٨، ٤٩٦ عن أبي هريرة، كذا في غاية المرام للألباني، ح: ١٠٦.

[۲] متفق عليه عن أنس، الصحيحة: ٧، غاية المرام: ١٥٧.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جائز نہیں۔[۱]

اسی طرح ہی قرآنِ پاک نے کئی مقامات پر کتنی ہی صنعتوں کی طرف نعمت کی حیثیت سے اشارہ کیا ہے۔ دیکھئے: (سورۃ سباء: ۱۰-۱۳، سورۃ انبیاء: ۸۰، سورۃ کہف: ۹۵-۹۷، سورۃ شوریٰ: ۳۲، سورۃ حدید: ۲۵)۔ لہٰذا صنعت و حرفت بھی نہ صرف جائز و حلال ذریعۂ معاش ہے بلکہ امام غزالیؒ نے تو طب وریاضی کے ساتھ اسے فرضِ کفایہ قرار دیا ہے[۲]۔ مگر رقص و سرور اور فلم و تصویر سازی کی صنعت، آلاتِ موسیقی کی صنعت اور شراب، افیون، چرس وغیرہ منشیات کی صنعت حلال ذرائع معاش سے خارج ہے، کیونکہ ان کا بلاواسطہ و بالواسطہ حرام سے تعلق ہے۔

اور حلال ذرائع معاش میں سے ایک معزز کام تجارت بھی ہے جس کے مادّی فوائد کے علاوہ قرآن وسنّت میں بڑے فضائل بھی مذکور ہیں جو ہم آگے ذِکر کریں گے۔ اس پیشۂ تجارت میں بھی حرام اور معاونتِ حرام کے اصول کو پیشِ نظر رکھنا ہو گا جو دیگر ذرائع میں شرط ہے کہ منشیات، مجسّموں اور بتوں جیسی حرام اشیاء کی تجارت نہ ہو اور نہ ہی ظلم، دھوکہ وفریب اور ذخیرہ اندوزی کی جائے۔ اور لقمۂ حلال کمانے کے لیے پیشۂ ملازمت بھی جائز ہے۔ وہ حکومت کی سرکاری ملازمت ہو یا کسی پرائیویٹ کمپنی کی، چاہے کوئی شخصی ہو، کوئی ممانعت نہیں۔ اہلِ علم میں سے بعض نے زراعت وباغبانی کو سب سے بہترین ذریعۂ معاش قرار دیا ہے اور بعض نے صنعت وحرفت کو، جبکہ کچھ علماء تجارت کو افضل بتاتے ہیں۔ اور بخاری شریف کی شرح قسطلانی میں ہے کہ بعض محققین کے نزدیک مختلف حالات میں مختلف ذرائع افضل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً جب غذائی مواد کی اشد ضرورت ہو تو اُن حالات میں زراعت افضل ہو گی، اور جب چوری ڈاکے کے خطرات کی وجہ سے منڈیوں میں مال کم آ رہا ہو تو ایسے حالات میں تجارت افضل ہو گی اور جب مصنوعات کی

[۱] الحلال والحرام للقرضاوي، ص: ۱۲٦.

[۲] أحياء العلوم: ۱/۱۵، طبع عالم الكتب، دمشق.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرورت ہو تو صنعت و حرفت افضل ہو گی[۱] بشر طیکہ اس کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کو ضرر نہ پہنچتا ہو، مثلاً کسی ایسی فوج کی ملازمت کرنا جو مسلمانوں سے بر سرِ پیکار ہو یا کسی ایسی اسلحہ ساز فیکٹری میں ملازمت کرنا جہاں مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنے کے لیے اسلحہ تیار کیا جاتا ہو یا کسی ایسے ادارے میں کام کرنا جو مسلمانوں کے خلاف سر گرمِ عمل ہو تو یہ جائز نہیں ہے۔ اور سودی کاروبار کرنے والے اداروں، شراب خانوں، رقص گاہوں اور سینماگھروں کی ملازمتیں کرنا بھی جائز نہیں۔ ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "الحلال والحرام" میں لکھا ہے:

> "ایسے ملازمین یہ کہہ کر گناہ سے بری نہیں ہو سکتے کہ وہ خود تو حرام کے مرتکب نہیں ہوتے (وہ تو صرف اپنا حقِ محنت لیتے ہیں) کیونکہ اسلام کا اصول یہ ہے کہ گناہ کے کام کی اعانت بھی گناہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے سود کھانے اور کھلانے والوں کے ساتھ ساتھ کاتبوں اور گواہی پر بھی لعنت فرمائی ہے۔ اسی طرح شراب بیچنے اور پلانے والوں کے ساتھ ہی شراب نچوڑنے والوں پر بھی لعنت فرمائی گئی ہے"۔[۲]

ذرائع معاش سے متعلق مذکورہ تمام امور کی تفصیلات کے لیے "الحلال والحرام" (عربی) ص: ۱۲۲ تا ۱۴۲، اور (اردو) ص: ۱۷۰ تا ۱۹۴ ملاحظہ فرمائیں جہاں بے شمار مفید معلومات جمع کی گئی ہیں، (ق)۔

زراعت و باغبانی کے متعلق قرآنی اشارات کا مطالعہ مقصود ہو تو درج ذیل مقامات ملاحظہ فرمائیں: (۱) سورۃ الانعام: ۹۹، ۱۴۱۔ (۲) الحجر: ۱۹ تا ۲۲۔ (۳) الرحمٰن: ۱۰ تا ۱۳۔ (۴) نوح: ۱۹، ۲۰۔ (۵) السجدۃ: ۲۷۔ (۶) یوسف: ۴۷۔ (۷) الواقعہ: ۶۴۔

[۱] القسطلاني على البخاري كما في الحلال والحرام للقرضاوي، ص: ۱۲٦.

[۲] الحلال والحرام، ص: ۱٤۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشتبہ اشیاء سے پرہیز

قرآن و سُنّت میں وارد شدہ رزقِ حلال کی ترغیب و تاکید اور فضیلت کے پیشِ نظر ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس سلسلہ میں پوری احتیاط، توجہ اور ذمّہ داری سے کوشش کرے کہ اس کی کمائی کے تمام ذرائع جائز اور خورد و نوش کی چیزیں اور اشیاءِ استعمال سب حلال ہوں۔ کوئی شخص چشم پوشی و غفلت یا تساہل و تجاہل کر جائے یا پھر سرکشی و نافرمانی پر آمادہ و مصر ہو تو الگ بات ہے ورنہ کون مسلمان اتنا گیا گزرا ہے جسے حلال و حرام میں تمیز نہ ہو۔ جبکہ ارشادِ الٰہی بھی ہے:

﴿قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ﴾ [الانعام:۱۱۹]

”(اللہ تعالیٰ نے) جو چیزیں تم پر حرام کی ہیں ان کی پوری تفصیل بیان کر دی ہوئی ہے“۔

اور یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر خاص رحمت ہے کہ اس نے حلال و حرام کو مبہم نہیں رکھا، بلکہ اپنی کتاب میں اور اپنے رسول ﷺ کی زبانِ مبارک سے دونوں کو الگ الگ واضح کر دیا ہے۔ البتہ واضح حلال اور واضح حرام کے درمیان ایک ایسا دائرہ بھی ہے جسے مشتبہات کہا گیا ہے۔ اس دائرے میں ایسی چیزیں اور ایسے امور آتے ہیں جن کے بارے میں بعض لوگوں کو شک و شبہ ہو جاتا ہے کہ یہ حلال ہیں یا حرام۔ اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ کبھی تو ان پر حلّت و حرمت کے دلائل واضح نہیں ہوتے اور کبھی دلائل کی نصوص کو پیش آمدہ مسئلہ پر فٹ کرنا الجھن کا باعث بن جاتا ہے۔ ایسی مشتبہ اشیاء اور مشتبہ امور سے بچ جانا ہی کمالِ تقویٰ ہے اور اسی کا نام ”ورع“ ہے جو حرام میں مبتلا ہونے سے انسان کو بچالیتا ہے۔[۱]

اسی سلسلہ میں بخاری و مسلم میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«اَلْحَلَالَ بَيِّنٌ وَالْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ

[۱] الحلال والحرام في الاسلام للقرضاوی، طبع ۱۳، ص:۳۵،۳۴۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِيْ يَرْعَىٰ حَوْلَ الْحِمَىٰ يُوْشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيْهِ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ».[۱]

”حلال و حرام تو واضح ہیں مگر ان کے مابین کچھ مشتبہ امور ایسے ہیں جنھیں اکثر لوگ نہیں جانتے۔ جو شخص ان مشتبہ امور سے احتراز کرے گا اس نے اپنے دین وآبرو کو محفوظ کر لیا، اور جو شخص ایسے امور میں مبتلا ہو گیا تو وہ حرام میں مبتلا ہو گیا، جس طرح کوئی شخص اپنے جانور ممنوعہ چراگاہ کے اِرد گرد چراتا ہے تو اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ وہ چراگاہ میں داخل ہو جائیں۔ خبر دار ہو کر سنو! ہر بادشاہ کی ایک ممنوعہ چراگاہ ہوتی ہے اور سنو کہ اللہ کی ممنوعہ چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں“۔

اور بخاری و نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے کسی ایسے کام کو ترک کر دیا جس کے گناہ ہونے کا صرف شبہ ہے تو ایسا آدمی واضح گناہ بآسانی چھوڑ دے گا۔ اور جس نے ایسا مشکوک کام کر گزرنے کی جسارت کر لی تو اس کے لیے بعید نہیں کہ وہ ظاہر گناہ کے کاموں کا بھی ارتکاب کرنے لگے۔ بخاری و نسائی کی اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

«فَمَنْ تَرَكَ مَا شُبِّهَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ، كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ أَتْرَكَ، وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلَىٰ مَا يَشُكُّ فِيْهِ مِنَ الْإِثْمِ، أَوْشَكَ أَنْ يُوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ».

”پس جو شخص ان چیزوں کو چھوڑے جن کے گناہ ہونے یا نہ ہونے میں شبہ ہے وہ ان چیزوں کو تو ضروری ہی چھوڑ دے گا جن کا گناہ ہونا ظاہر ہے، لیکن جو شخص شبہ کی چیزوں کے کرنے کی جرات کرے گا تو قریب ہے کہ وہ ان گناہوں میں مبتلا ہو جائے جو بالکل واضح طور پر گناہ ہیں“۔

[۱] بخاري عن نعمان بن بشير: ۲۲/۱، قيم: ۵/۵۰-۵۱، أبوداؤد: ۳۳۲۹، ترمذي: ۲۲۷/۱، دارمي: ۱۴۵/۲، سنن ابن ماجه: ۳۹۸٤، أحمد: ٤/۲۶۹-۲۷۰، كما في غاية المراة للألباني: ۲۰.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور آگے یہ الفاظ بھی ہیں:

«وَالْمَعَاصِیَ حِمَی اللهِ مَنْ یَّرْتَعْ حَوْلَ الْحِمَی یُوْشِكُ أَنْ یُّوَاقِعَهٗ».[۱]

”(لوگو یاد رکھو) گناہ اللہ تعالیٰ کی چراگاہ ہے جو (جانور بھی) چراگاہ کے اردگرد چرے گا اس کا چراگاہ کے اندر چلا جانا غیر ممکن نہیں“۔

اور ترمذی میں ارشادِ نبوی ہے:

«بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ یَسْتَحِلُّ الْمَحَارِمَ بِالشُّبُهَاتِ».[۲]

”لوگوں میں سے بدترین شخص وہ ہے جو شبہات و حیل کے ذریعے حرام کردہ اشیاء کو حلال بنائے“۔

اور فرمایا:

«دَعْ مَا یَرِیْبُكَ إِلَی مَا لَا یَرِیْبُكَ».[۳]

”اُن چیزوں کو ترک کر دو جن میں شک پڑ جائے اور قطعی غیر مشکوک کو اختیار کر لو“۔

اور صاحب تقویٰ وورع کا تعارف آپ ﷺ نے ان الفاظ میں کرایا ہے:

«الَّذِیْ یَقِفُ عِنْدَ الشُّبْهَةِ».[۴]

”(پرہیز گار انسان وہ ہے) جو مشتبہ اشیاء سے رُک جائے“۔

[۱] نقلًا عن الترغيب للمنذري، و صحيح البخاري: ۲۰۵۱.
[۲] ترمذي عن أسماء بنت عميس وطبراني عن نعيم واللفظ له.
[۳] ترمذي: ۲۵۱۸، نسائي: ۵۷۱٤، و أحمد: ۲۰۰/۱.
[۴] طبراني عن واثلة، زيادة على ما عند الحسن بن على رضي الله عنه.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مثلاً عوام الناس میں سے کسی شخص کو ایک مسئلہ درپیش ہو کہ یہ چیز کیسی ہے؟ اس کا کھانا جائز ہے یا حرام؟ اسی طرح کوئی کام ہے تو اس کا کرنا شرعاً جائز ہے یا حرام؟۔ اگر ایسی صورت پیش آجائے تو تھوڑا سا غور کرنے کے بعد "چلو مسئلہ بعد میں دیکھا جائے گا" کہتے ہوئے اسے وہ چیز نہیں کھالینا چاہیئے اور نہ ہی وہ کام کر گزرنا چاہیے، بلکہ ایسے آدمی کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی معتبر صاحبِ علم وفضل سے دریافت کرے کہ اللہ ورسول ﷺ کا اس کے بارے میں کیا حکم ہے، اور پھر جو بات سامنے آئے اس پر عمل کرے، حلال ہو تو حلال سمجھے اور حرام ہے تو بچ جائے۔ کم علمی میں یہی تقویٰ وپرہیز گاری کی علامت ہے کہ مشکوک ومشتبہ امور پر توقف کیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسب و اکل حرام

جس طرح جائز ذریعۂ روزگار کی تلاش اور کھانے پینے کی جستجو کرنا ضروری ہے اور مشتبہ اشیاء و مشکوک امور سے گریز و پرہیز دین و آبرو کی حفاظت کے لیے لازمی ہے، اسی طرح -بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر- یہ بھی واجب ہے کہ تمام ناجائز ذرائع آمدنی مالِ حرام اور اشیاء سے قطعی اجتناب کیا جائے کیونکہ کسی بھی باطل طریقہ سے مال جمع کرنے اور کھانے کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

سورۂ بقرہ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ...﴾[البقرۃ:۱۸۸]

”اور آپس میں ایک دوسرے کے مال کو (حرام اور) باطل طریقے سے مت کھاؤ“۔

اور خطبۂ حجۃ الوداع میں نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا تھا:

«فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا».[۱]

”پس تمہارا خون، اور تمہارا مال اور تمہاری آبرو ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارا یہ (حج کا) دن اس شہر (مکہ) میں اور اس ماہ (ذوالحجہ) میں حرمت والا ہے“۔[۲]

مسلم شریف میں ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مالِ حرام کی بے برکتی و نحوست بیان کرتے ہوئے

[۱] بخاري في علم فتن توحيد أضاحي مغازي حج، مسلم قسامة، ترمذي فتن، تفسير ابن ماجة و دارمي مناسك، أحمد: ۲۳۰/۱، ۳۳۷/٤، ۳۷/٥، ۳۹، ٤٠، ۷۲ عن جابر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

[۲] بخاری مع الفتح: ۳۸/۸، مسلم: ۱٦۷۹ عن أبي بكرة أيضًا.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ”کوئی شخص طویل سفر کر کے (حج و عمرہ کے لیے) آتا ہے۔ پراگندہ بالوں اور غبار آلود حالت میں اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر دعائیں مانگتا اور کہتا ہے: ”یَارَبِّ یَارَبِّ!“

«وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ».[۱]

”مگر اس کا کھانا پینا اور لباس حرام کی کمائی سے ہے اور اس کے جسم نے حرام سے غذا پائی ہے پھر بھلا اُس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟“۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ”ایسا آدمی جب «لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ» کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیں تیری یہ صدائیں پسند نہیں اور نہ ہی تیرا حج مقبول ہے“۔

بخاری میں ہے کہ حرام خوری کی سزا بیان کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُونَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ، فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».[۲]

”کچھ لوگ اللہ کے مال میں ناحق دخل اندازی کرتے ہیں۔ ایسے لوگ قیامت کے دن نارِ جہنّم کے سپرد کیے جائیں گے“۔

اور یہاں تک ارشاد ہے:

«مَنِ اشْتَرَىٰ ثَوْبًا بِعَشْرَةِ دَرَاهِمَ وَفِيْهِ دِرْهَمٌ مِنْ حَرَامٍ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ صَلَاةً مَا دَامَ عَلَيْهِ».[۳]

[۱] مسلم و ترمذي عن أبي هريرة رضي الله عنه.

[۲] بخاري شريف مع الفتح، الخمس: ۱۲/۱۶۵، وأحمد: ۷۸ - ۱٤۰، ۲٦٤ عن خولة بنت عامر امرأة حمزة.

[۳] مسند أحمد عن ابن عمر رضي الله عنهما.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”جس نے دس درہم کا کپڑا خریدا جن میں سے ایک درہم حرام کا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس وقت تک اس کی نماز قبول نہیں کرتا جب تک وہ کپڑا پہنتا ہے“۔

ایک اور حدیث میں ارشادِ نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہے:

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ وَدَمٌ نَبَتَا عَلَى سُحْتٍ، اَلنَّارُ أَوْلٰى بِهِمَا».[۱]

”وہ گوشت اور خون جنّت میں نہیں جائیں گے جنھوں نے حرام سے پرورش پائی، آگ ہی ان کے لیے اولیٰ ہے“۔

قرآن وسُنّت کی انھی تصریحات کے پیشِ نظر حرام کمانے اور کھانے کو کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے۔ حلال کی دُنیوی واُخروی برکتیں اور روحانی فوائد ”کسب واکل حلال“ کے تحت آپ پڑھ چکے ہیں اور مشتبہات سے گریز کو ورع و تقویٰ کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ اور مندرجہ بالا عنوان کے تحت آپ نے حرام کی بے برکتی و نحوست اور روحانی نقصانات پڑھ لیے ہیں۔ اور اب یہاں حرام کی مضرتیں بھی ملاحظہ فرمالیں: اللہ تعالیٰ نے خنزیر کا گوشت حرام کیا ہے۔ اور قرنِ اوّل سے ہی مسلمان اسے نجس و حرام سمجھتے آرہے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اسے مسلمانوں کے لیے بلاوجہ ہی حرام قرار نہیں دے دیا تھا، بلکہ آج کے ترقی یافتہ دور میں سائنس وطب کے انکشافات نے یہ عقدہ کھول دیا ہے کہ خنزیر کے گوشت میں مہلک جراثیم اور کیڑے ہوتے ہیں، اور اس کا گوشت کھانے والوں کی آنکھوں سے شرم کا پانی مر جاتا ہے اور ان میں بے غیرتی در آتی ہے۔ اس سے بڑی خباثت اور مضرت اور کیا ہو سکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کر کے اپنے بندوں کو ان خباثتوں اور مضرتوں سے محفوظ کر دیا ہے۔

اسی طرح جو چیز خالص ضرر رساں تھی اسے اللہ نے حرام کر دیا ہے اور جو چیز خالص نفع بخش

[۱] ترمذي، ابن حبان عن كعب بن عجرة.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تھی اسے حلال قرار دیا ہے۔ اسی طرح جس کی مضرت منفعت سے زیادہ تھی اسے بھی حرام کر دیا ہے اور جو چیز اس کے برعکس تھی اسے حلال کر دیا ہے۔ جس کی مثال شراب اور جوابازی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے:

﴿فِيهِمَآ إِثۡمٞ كَبِيرٞ وَمَنَٰفِعُ لِلنَّاسِ﴾

”ان دونوں میں بڑا گناہ اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں“۔

اور آگے فرمایا:

﴿وَإِثۡمُهُمَآ أَكۡبَرُ مِن نَّفۡعِهِمَا﴾ [البقرۃ:۲۱۹]

”مگر ان کا گناہ اُن کے نفع سے کہیں بڑھ کر ہے“۔

اسی طرح نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے:

«اِتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ: الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَالظِّلِّ».[۱]

”تین موجبِ لعنت کاموں سے بچو، پانی کے گھاٹوں، چلتے راستوں اور سایہ دار جگہوں پر پاخانہ کرنا“۔

قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے تو ان کاموں کو بری عادات اور عقلِ سلیم و شائستگی کے خلاف سمجھا اور ارشادِ نبوی کی تعمیل پر سرِ تسلیم خم کر دیا، جبکہ دورِ جدید کے علمی انکشافات نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ کام حفظانِ صحت کے اصولوں کے خلاف اور سخت مضر ہیں اور یہ خطرناک قسم کے امراض پھیلنے کا باعث بنتے ہیں۔[۲]

[۱] أبوداؤد، ابن ماجة، حاكم، بيهقي و ارواء الغليل، ح ٦٢، وغاية المرام، ح ١٠، وحسنه الباني لشواهده.
[۲] الحلال والحرام، ص:۳۰-۷۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہ چند چیزیں بطورِ نمونہ پیش کی ہیں، ورنہ آج سائنس وطب کے انکشافات نے تو کمال ہی کر دیا ہے کہ اسلام کا کوئی حکم ایسا نہیں جسے اپنانے میں روحانی کے ساتھ ساتھ مادی فوائد نہ ہوں۔ اور منکرات و محرمات میں سے کوئی کام اور کوئی چیز ایسی نہیں جس میں روحانی کے علاوہ مادی نقصانات و مضرات نہ ہوں۔ اور یہ چیزیں بڑے بڑے منکرینِ دین کے حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کا سبب بن رہی ہیں۔ اور اہلِ علم نے چغلی، خیانت، چوری، سودی کاروبار، مالِ یتیم ہڑپ کرنا، جھوٹی گواہی کا عوضانہ، ادھار لی ہوئی چیز کا انکار، رشوت' ناپ تول میں کمی بیشی، عیب دار چیز کو بے عیب ظاہر کر کے بیچنا، جوابازی، جادوگری، نجومی، مصوّری، زناکاری اور نوحہ خوانی وغیرہ امور کو حرام ذرائع آمدنی قرار دیا ہے[۱]۔ اللہ تعالیٰ ان امور سے محفوظ رکھے۔

[۱] الزواجر للبيهقي: ۳۳۲/۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سُـــــود

سود - قرآنِ کریم کی نظر میں

شریعتِ اسلامیہ کی نظر میں جو ذرائع آمدنی حرام ہیں ان میں سے ہی ایک ”سود“ بھی ہے۔ اور یہ بھی معاشرے کا ایک ایسا ناسور ہے جس کی جڑیں کافی مضبوط ہو چکی ہیں اور افرادِ معاشرہ کی کثیر تعداد اس اسلامی، اخلاقی، معاشرتی اور معاشی جرم میں مبتلا ہو چکی ہے۔ اور کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو نہ صرف نمازی وپرہیز گار ہیں بلکہ اچھی بھلی دینی معلومات رکھتے ہیں، مگر سود کے معاملہ میں انتہائی دیدہ دلیری سے کام لیتے ہیں۔ رہائشی مکان کی تعمیر، کاروبار کے آغاز اور بے شمار دیگر امور کی بسم اللہ ہی لون کاؤنٹر کے سودی قرضوں سے کی جاتی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ بخاری شریف میں مذکور وہ ارشادِ نبوی ﷺ آج پوری طرح ہم پر صادق آتا ہے جس میں پیشین گوئی کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

«يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ، أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ؟».[۱]

”لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آنے والا ہے کہ آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ جو کچھ وہ لے رہا ہے وہ حلال سے ہے یا حرام سے“۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

«فَإِذَا ذَاكَ لَا تُجَابُ لَهُمْ دَعْوَةٌ».[رزین]

”اُس وقت ان کی کوئی دعا قبول نہیں ہوگی“۔

تو آیئے آج اس مرضِ خطیر اور گناہِ کبیر کے بارے میں قرآنِ کریم کا مطالعہ کرکے دیکھیں

[۱] صحيح بخاري: ۲۰۵۹، وسنن نسائي: ٤٤٥٩، رواه أبوهريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہ سود خوری کے بارے میں ربِّ کائنات کے کیا ارشادات ہیں۔ سورۂ بقرۃ میں سود خوری کا انجام بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾

”جو لوگ سود کھاتے ہیں (قیامت کے دن) ان کا حال اس شخص کا سا ہو گا جسے شیطان نے چھو کر باولا اور مخبوط الحواس کر دیا ہو“۔

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا﴾

”اور اس حالت (میں ان کے مبتلا ہونے) کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں تجارت بھی تو آخر سود ہی جیسی ہے، حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام“۔

﴿فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ﴾

”جس شخص کو اس کے رب کی طرف سے یہ نصیحت پہنچے اور آئندہ کے لیے وہ سود خوری سے باز آجائے تو جو کچھ وہ کھا چکا سو کھا چکا، اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے“۔

﴿وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾﴾

”اور جو (لوگ) اس حکم کے بعد پھر اسی حرکت کا اعادہ کریں وہ جہنمی ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے“۔

﴿یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ ﴿۲۷۶﴾﴾ [البقرۃ: ۲۷۵، ۲۷۶]

”اللہ سود کو ہمیشہ گھٹاتا اور صدقات کو نشو و نما دیتا ہے۔ اور اللہ کسی ناشکرے بد عمل انسان کو پسند نہیں کرتا“۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷۸﴾﴾

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر واقعی تم مؤمن ہو"۔

﴿فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ﴾

"اگر تم نے ایسا نہ کیا (سود نہ چھوڑا) تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے"۔

﴿وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾﴾[البقرۃ:۲۷۸، ۲۷۹]

"اگر تم نے توبہ کر لی (اور سود چھوڑ دیا) تو اپنا اصل سرمایہ لینے کے تم حق دار ہو۔ نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا"۔

سُود اگرچہ پہلے ہی ایک ناپسندیدہ چیز تھا مگر فتح مکہ کے بعد اس آیت کے نزول سے سودی کاروبار ایک فوجداری جرم بن گیا۔[۱]

ایسے ہی سورۂ آل عمران کی آیات ۱۳۰ تا ۱۳۲، سورۂ نساء کی آیات ۱۶۰، ۱۶۱ اور سورۂ روم کی آیت ۳۹ میں بھی اللہ تعالیٰ نے سود کی حرمت و مذمّت اور نحوست و بے برکتی بیان فرمائی ہے۔

سورۂ آلِ عمران میں فرمایا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾﴾[آل عمران:۱۳۰-۱۳۲]

"اے ایمان والو! یہ بڑھتا چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ اور اُس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اور اللہ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔

[۱] تفہیم القرآن: ۱/۲۱۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ سود نہ صرف اُمّتِ اسلامیہ کے لیے حرام ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں پر بھی اسے حرام کر رکھا تھا۔ جیسا کہ سورۂ نساء میں یہود کے بارے میں فرمایا:

﴿فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۝١٦٠ وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝١٦١﴾ [النساء: ۱۶۰-۱۶۱]

”ان یہودی بن جانے والوں کے اس ظالمانہ رویہ کی بناء پر اور اس بناء پر کہ یہ بکثرت اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور سود لیتے ہیں جس سے انہیں منع کیا گیا تھا اور لوگوں کے مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں (یہی وجہ ہے) کہ ہم نے بہت سی پاک چیزیں ان پر حرام کر دیں جو پہلے ان کے لیے حلال تھیں۔ اور جو لوگ ان میں سے کافر ہیں ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے“۔

اور سورۂ روم میں فرمایا:

﴿وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاۡ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝٣٩﴾ [الروم: ۳۹]

”اور جو سود تم دیتے ہو تاکہ لوگوں کے اموال میں شامل ہو کر وہ بڑھ جائے، اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا، اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو اُس کے دینے والے در حقیقت اپنے مال بڑھاتے ہیں“۔

سود خوری حدیث کی روشنی میں

بخاری و مسلم میں ارشادِ نبوی ہے:

«اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ» ”سات ہلاکت خیز گناہوں سے بچو“۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وَمَا هُنَّ؟ ”وہ کون کون سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں؟" تو آپ ﷺ نے ساتوں کو شمار کرنے کے دوران فرمایا:

«وَأَكْلُ الرِّبٰو» "اور سود کھانا"۔[۱]

یعنی سود خوری کو آپ ﷺ نے ایک مہلک گناہ قرار دیا۔ اور بخاری شریف میں ہے:

«لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ».

جبکہ یہ پوری حدیث یوں ہے:

«لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ، وَنَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ، وَلَعَنَ الْمُصَوِّرِيْنَ».[۲]

"رسول اللہ ﷺ نے نقش گودنے اور گودوانے والی عورتوں، سود کھانے اور کھلانے والوں پر لعنت فرمائی، اور کتے کی قیمت اور فاحشہ عورت کی کمائی کھانے سے منع فرمایا اور فوٹو گرافروں پر لعنت فرمائی"۔

اور صحیح مسلم میں ہے:

«لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ».[۳]

"رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے، کھلانے، لکھنے والوں اور اس کی گواہی دینے والے دونوں شاہدوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا: یہ سب گناہ میں برابر شامل ہیں"۔

ان ارشادات میں تو لعنت کرنے کی نسبت نبی ﷺ کی طرف سے ہے جبکہ ایک دوسری روایت میں ہے:

[۱] بخاري ومسلم وأبوداؤد، نسائي عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.
[۲] بخاري: ۵۳۴۷، أبوداؤد، عن عون بن أبي جحيفة.
[۳] مسلم: ۴۰۹۳ وغيره عن جابر بن عبدالله رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«لَعَنَ اللّٰهُ آكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَشَاهِدَيهِ وَكَاتِبَهٗ».[١]

”اللہ تعالیٰ نے سود کھانے، کھلانے، گواہی دینے اور لکھنے والوں پر لعنت فرمائی ہے“۔

منذری نے لکھا ہے کہ عبدالرحمٰن کا اپنے باپ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں[٢]، مگر شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے[٣]۔

مستدرک حاکم میں ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود خوری کو عذابِ الٰہی کے نزول کا سبب قرار دیتے ہوئے فرمایا:

«إِذَا ظَهَرَ الرِّبَا وَالزِّنَا فِيْ قَرْيَةٍ فَقَدْ أَحَلُّوْا بِأَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللّٰهِ».[٤]

”جب کسی بستی میں سود خوری اور زناکاری عام ہو جاتی ہے تو وہ (بزبانِ حال) عذابِ الٰہی کو آواز دیتے ہیں“۔

مسند احمد و دارقطنی کی ایک حدیث میں سود خوری کی قباحت بیان کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«دِرْهَمُ رِبَا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً».[٥]

[١] مسلم، أبوداؤد، ترمذي، نسائي، ابن ماجة، أحمد، حبان عن عبدالرحمٰن بن عبدالله بن مسعود عن أبيه.

[٢] الترغيب: ٨١/٤، حديث: ٢٧٠٠.

[٣] غاية المرام، حديث: ٣٤٦، تخریج کے لیے دیکھئے: الارواء: ١٣٣٦.

[٤] حاكم: ٣٧/٢، وصححه ووافقه الذهبي، أبويعلى باسناد جيد ونقله ابن حجر في مختصر الترغيب: ٦٥٣ وحسنه الألباني في الغاية: ٣٤٤١.

[٥] أحمد: ٢٢٥/٥. سنن دارقطني، ص: ٢٩٥. ابن عساكر في تاريخ دمشق: ٢/٧٤/٩. طبراني كبير عن عبدالله بن حنظلة غسيل الملائكة وصححه الألباني في الغاية: ١٧٢ والمشكاة: ٢٨٢.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”کسی آدمی کا سود کے ایک درہم کو جان بوجھ کر کھانے کا گناہ چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی بدتر ہے“۔

نیز اس موضوع پر تو نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کتنے ہی ارشادات ہیں۔ اور اگر ان سب میں سے کوئی بھی نہ ہوتا تو ہر عقلِ سلیم کے مالک شخص کی آنکھیں کھولنے کے لیے صرف یہی کیا کم تھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

«اَلرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُوْنَ بَابًا، أَيْسَرُهَا مِثْلَ أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلَ أُمَّهُ، وَإِنَّ أَرْبَى الرِّبَا عِرْضُ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ».[۱]

”سود کے تہتر دروازے (درجے) ہیں۔ اور ان میں سب سے کمتر کا گناہ اتنا ہے جیسا کہ کسی نے اپنی ماں کے ساتھ نکاح کر لیا، اور سب سُودوں سے بڑا گناہ کسی مسلمان کی آبروریزی کرنا ہے“۔

اس موضوع کی متعدد روایات ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے:

«اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ جُزْءً أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ بِأُمِّهِ».[۲]

”سود کے ستّر حصے ہیں اور سب سے کمتر کا گناہ اتنا ہے جیسے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ نکاح کر لیا“۔

سود خوروں کی اُخروی بدحالی کے بارے میں بخاری شریف میں ہے کہ ایک دن نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

”آج رات میرے پاس دو شخص (ملائکہ) آئے اور مجھے ساتھ لے کر ارضِ مقدس کی طرف چل پڑے، وہاں سے ہم نکلے تو ایک خون کی بھری نہر پر جا پہنچے جس میں

[۱] ابن ماجة مختصرًا، و الحاكم بتمامه وصححه.

[۲] أحمد وابن ماجة وبيهقي في الشُّعب عن أبي هريرة، وفى رواية البيهقي: «سَبْعُوْنَ حُوْبًا» كما في مختصر الترغيب لابن حجر: ٦٥٧.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایک آدمی تھا اور ایک شخص نہر کے کنارے پتھر لیے کھڑا تھا، اندر والے آدمی نے جب باہر نکلنا چاہا تو کنارے والے نے اس کے منہ پر پتھر مارا جس سے لوٹ پوٹ ہو کر وہ پھر وہیں جا پہنچا جہاں پہلے تھا۔ اور جب بھی وہ نکلنا چاہتا تو کنارے والا اسے پتھر مار کر وہیں پہنچا دیتا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ تو میرے ساتھی (فرشتے) نے بتایا کہ یہ سود خور (کو سزا دی جارہی) ہے"۔[۱]

ایک حدیث میں ہے:

«آتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِیَ بِي عَلَی قَوْمٍ بُطُوْنُهُمْ كَالْبُيُوْتِ فِيْهَا الْحَيَّاتُ تُرَیٰ مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِهِمْ، فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا».[۲]

"معراج کی رات میں نے ایک ایسی قوم دیکھی جن کے پیٹ گھروں کی طرح بڑے بڑے تھے اور ان میں سانپ تھے جو باہر سے ہی نظر آرہے تھے، میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا: یہ سود خور ہیں"۔

ایسے ہی سود کی مذمّت کے بارے میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

«مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيْهِمِ الرِّبَا إِلَّا أُخِذُوْا بِالسَّنَةِ».[۳]

"جس قوم میں سود عام ہو جائے وہ قحط سالی کا شکار ہو جائے گی"۔

اور ایک حدیث میں فرمایا:

«بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ يَظْهَرُ الرِّبَا وَالزِّنَا وَالْخَمْرُ».[۴]

[۱] البخاري مختصرًا في البيوع عن سمرة بن جندب.

[۲] أحمد، ابن ماجة و أصبهاني، عن أبي هريرة رضي الله عنه.

[۳] الحديث رواه أحمد ونقله الحافظ في مختصرًا الترغيب: ٦٥٤ عن عمر وابن العاص.

[۴] طبراني عن ابن مسعود وقال المنذري رواته رواة الصحيح.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"قربِ قیامت کو سود، زنا اور شراب عام ہو جائیں گے"۔

اور ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«أَرْبَعٌ حَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ لَا يُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ وَلَا يُذِيقَهُمْ نَعِيمَهَا: مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَآكِلُ الرِّبَا وَآكِلُ مَالِ الْيَتِيمِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَالْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ».[۱]

"چار قسم کے لوگوں کے بارے میں اللہ نے اپنے آپ پر لازم کر رکھا ہے کہ انہیں جنّت میں داخل نہیں کرے گا اور نہ انہیں اس کی نعمتیں چکھائے گا: شرابی، سود خور، ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور والدین کا نافرمان"۔

سود نہ صرف اسلام بلکہ اس سے پہلے آسمانی مذاہب میں بھی حرام رہا ہے۔ چنانچہ یہود کے عہد نامہ قدیم میں ہے: "جب تیرا بھائی محتاج ہو تو اس کی مدد کر، اس سے فائدہ اور نفع طلب نہ کرو" [خروج:۴۳-۷۷]۔ اور عیسائی مذہب کی انجیل لوقا میں ہے: "بھلائی کے کام کرو اور قرض دو، اس کی واپسی کا انتظار کیے بغیر، ایسی صورت میں تمہارا اجر بڑا ہو گا" [انجیل لوقاء:۶: ۳۴-۳۵]۔ لیکن افسوس ناک بات یہ ہے کہ عہد نامہ قدیم میں تحریف کر کے اپنے بھائی کا مفہوم خاص طور سے "یہودی" لے لیا گیا ہے۔ چنانچہ "سفر تثنية الاشراع" میں ہے: "تو پردیسی کو سود پر قرض دے تو دے، پر اپنے بھائی کو سود پر قرض نہ دینا"۔[۲]

سُود کا تعارف و اَقسام

قرآنِ پاک کی متعدد آیات اور نبیٔ کریم ﷺ کے کثیر ارشادات میں سود کے بارے میں جو لفظ الرباء استعمال ہوا ہے عرب لغت کے اعتبار سے اس کا معنی زیادتی یا اضافہ ہے۔ اور

[۱] حاكم عن أبي هريرة وقال: صحيح الاسناد.
[۲] اسلام میں حلال وحرام، ص:۳۴۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصطلاحاً اہلِ عرب اس لفظ کو اس زائد رقم کے لیے استعمال کرتے تھے جو ایک قرض خواہ اپنے قرض دار سے ایک طے شدہ شرح کے مطابق اصل کے علاوہ وصول کرتا تھا جو کہ شرعاً حرام ہے۔ اور ہماری زبانِ اردو میں اسی کو ''سُود'' (اور انگلش میں انٹریسٹ) کہا جاتا ہے۔[۱]

علّامہ ہیثمیؒ نے اپنی کتاب ''الزواجر'' میں ربا یا سود کی چار قسمیں یا شکلیں ذِکر کی ہیں: (۱) ربا الفضل، (۲) ربا الید، (۳) ربا النسیئة اور (۴) ربا القرض، جبکہ ربا القرض تو دراصل ربا الفضل ہی کی ایک جزوی شکل ہے اور ربا الید کی حیثیت بھی داخلی قسم کی ہے۔ اس طرح جو معروف ومتعامل شکلیں ہمارے سامنے آتی ہیں وہ صرف دو ہی ہیں: ربا الفضل اور ربا النسیئة۔ ربا الفضل کی صورت کیش میں یہ ہوتی ہے کہ مثلاً ایک آدمی کسی کو سو درہم دے کر اُن کے بدلے میں اس سے ایک سو بیس درہم لے۔ ایسے ہی سونے کی سونے کے ساتھ اور چاندی کی چاندی کے ساتھ بیع وشراء کرتے وقت یا گندم کی گندم کے ساتھ اور جَو کی جَو کے ساتھ خرید وفروخت کے کرتے وقت ایک جانب کا کم چیز دے کر دوسرے سے زیادہ چیز حاصل کرنا بھی سود کی قسم ربا الفضل میں داخل ہے۔[۲]

اسی طرح کسی دو چیزوں کی خرید وفروخت کا سودا تو ایک ہی مجلس میں طے ہو، مگر ان میں سے کسی ایک چیز کی ادائیگی فوری طور پر کی جائے مگر اس کے عوض میں آنے والی دوسری چیز ایک مدّت کے بعد وصول کی جائے تو یہ بھی سود کی قسم ربا الفضل ہی ہے۔ کیونکہ شرعی قاعدہ یہ ہے کہ ایک جنس کی دو چیزوں کی خرید وفروخت اس طرح کی جائے کہ ہر دو کا تناسب برابر ہو، کوئی کم یا زیادہ نہ ہو۔ اور دونوں چیزیں ہینڈ اوور کرانے کی شرط غائب ہے۔ لہٰذا یہ بھی سود ہو گا۔ کتبِ حدیث وفقہ میں کتاب البیوع کے تحت باب الربا میں نبی ﷺ کے ایسے کتنے ہی ارشادات مذکور ہیں جن سے اس ربا الفضل کی حرمت ومذمّت ثابت ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے سونے، چاندی،

[۱] تفہیم القرآن: ۱/ ۲۱۰.

[۲] الزواجر: ۱/۷۷-۷۷۱ وتطهير المجتمعات، ص: ١٨٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گندم، جَو، کھجور، نمک وغیرہ اشیاءِ استعمال کو ایک دوسرے کے عوض بیچتے یا بدلتے وقت «مِثْلًا بِمِثْلٍ، سَوَاءً بِسَوَاءٍ، وَزْنًا بِوَزْنٍ، يَدًا بِيَدٍ» کا انداز اختیار کرنے کا حکم فرمایا کہ برابر اور دست بدست خرید وفروخت کرو۔ اور بخاری ومسلم میں ارشادِ نبوی ہے:

«لَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ».[۱]

''بعض اشیاء کو بعض پر مت بڑھاؤ''۔

اور ساتھ ہی فرمایا:

«لَا تَبِيعُوا غَائِبًا بِنَاجِزٍ». [حوالہ بالا]

''اور موجود چیز کے بدلے میں غیر موجود کو نہ بیچو''۔

اور مسلم شریف میں ہے کہ فرمایا:

«فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَهُوَ رِبًا».[۲]

''ہم جنس اشیاء کی خرید وفرخت کے وقت اگر کوئی زیادہ دے یا زیادہ لے تو یہ سود ہے''۔

سود کی اس قسم ربا الفضل کی مزید وضاحت کے لیے ارشاداتِ نبوی میں سے دو مثالیں اور سود کی دوسری قسم ''ربا النسیئۃ'' کا تعارف آگے آرہاہے۔

ملاحظہ:

قدیم زمانے میں تمام سکّے خالص سونے چاندی کے ہوتے تھے۔ اس وقت درہم کو درہم کے ساتھ اور دینار کو دینار کے ساتھ بدلنے کی ضرورت ایسے مواقع پر پیش آتی تھی، جبکہ مثلاً کسی

[۱] متفق عليه عن أبي سعيد الخدري رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

[۲] مسلم عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخص کو عراقی درہم کے عوض رومی درہم یا رومی دینار کے عوض ایرانی دینار کی حاجت ہوتی تو یہودی ساہوکار اور دوسرے ناجائز نفع کمانے والے لوگ ایسا کرتے کہ سو درہم کے بدلے میں ایک سو بیس درہم یا سو دینار کے بدلے ایک سو دس دینار لے لیتے۔ حالانکہ سونے چاندی کے وزن اور قیمت کے لحاظ سے فریقین کے سکّے ایک ہی قیمت کے ہوتے تھے۔ جیسے موجودہ زمانے میں بیرونی سکّوں کے تبادلے پر بٹاون لی جاتی ہے یا اندرونِ ملک میں ایک سو روپے کی ریزگاری لینا ہو تو پچانوے یا اٹھانوے روپے دے دیتے ہیں۔ اور پانچ یا دس روپے کے نوٹ بھنانے والوں سے کچھ آنے یا پیسے وصول کر لیے جاتے ہیں۔

یہ چیز بھی چونکہ سود خورانہ ذہنیت ہی کی طرف لے جانے والی ہے لہٰذا نبیٔ کریم ﷺ نے سونے کا تبادلہ سونے سے چاندی کا چاندی سے اور درہم و دینار کا درہم و دینار سے منع قرار دے دیا۔ اور ایسے ہی معدنی نمک و سمندری نمک اور عمدہ قسم کی گندم و جو اور گھٹیا قسم کی جو کا کمی بیشی کے ساتھ تبادلہ بھی ہے۔[۱]

البتہ جانوروں کے تبادلہ میں تفاضل اس سے مستثنیٰ ہے۔ جیسے معمولی قسم کے گھوڑے بھینس گائے وغیرہ کا اچھی قسم کے ساتھ تبادلہ کرتے وقت کمی بیشی کرنا خود نبی ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔[۲]

اقسامِ سُود

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ شائد سُود صرف بینکنگ لائن میں ہی ہوتا ہے، حالانکہ یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ کیش و نقد سودی کاروبار کے علاوہ سونے چاندی اور گندم جو وغیرہ اشیائے خوردنی میں بھی کچھ اندازِ خرید و فروخت ایسے ہیں جنہیں پیغمبرِ اسلام ﷺ نے سود قرار دیا ہے۔ مثلاً

[۱] مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: "سود"، مؤلفہ مولانا مودودی، ص:۷۵، ۷۶، ۱۷۴، طبع چہارم۔
[۲] تفصیل کے لیے دیکھئے: نيل الأوطار، ج ۳، جزء ۵، باب جواز التفاضل والنسيئة في غير المكيل والموزون، ص: ۲-۵، طبع دار القلم، بيروت.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی جنس کی دو چیزوں کی باہمی خرید و فروخت یا تبادلہ کرنا اور ان میں ایک طرف سے کم اور دوسری طرف سے زیادہ کا لین دین ہو تو یہ بھی سود ہے۔ یہاں تک کہ اگر ایک ہی جنس کی دو چیزیں ہوں، ان میں سے ایک عمدہ اور دوسری ذرا نرم ہو، تو بھی ہم جنس ہونے کی وجہ سے کمی بیشی کے ساتھ ان کی خرید و فروخت یا تبادلہ کرنا سود اور منع قرار دیا گیا ہے۔ ہاں اگر نرم چیز کو الگ سے بیچا جائے اور پھر اس سے حاصل ہونے والی قیمت سے عمدہ چیز الگ سے خریدی جائے تو یہ جائز ہو گا کیونکہ اس میں دھوکے کا کوئی شائبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ جیسا کہ بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو خیبر کا عامل بنا کر بھیجا، جب وہ لوٹ کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اپنے ساتھ بڑی عمدہ کھجوریں لایا، آپ ﷺ نے دیکھ کر اس سے پوچھا:

«أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا؟» ”کیا نخلستانِ خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہیں؟“

تو اُس شخص نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ ایسا نہیں ہے، بلکہ ملی جلی ذرا ہلکی قسم کی دو صاع کھجوریں دے کر ایک صاع عمدہ کھجوریں لے لیتے ہیں، یا تین صاع ہلکی کھجوریں دے کر دو صاع عمدہ کھجوریں لے لیتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَفْعَلْ، بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا».

”ایسا مت کیا کرو! پہلے اپنی ساری چیز قیمت لے کر بیچ دیا کرو، پھر ان پیسوں سے دوسری چیز خریدا کرو۔“

ایسے ہی آپ ﷺ نے تولی جانے والی اشیاء کے بارے میں بھی فرمایا۔[۱]

اور بخاری و مسلم کی ہی ایک روایت میں ہے کہ ایسے خرید و فروخت کے انداز کو آپ ﷺ نے عین سود قرار دیا۔ ایک دفعہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ عمدہ قسم کی کھجوریں نبی ﷺ کے پاس لائے تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ «مِنْ أَيْنَ هٰذَا؟» ”یہ کہاں سے لائے ہو؟“ تو انہوں نے عرض کیا:

[۱] متفق عليه عن أبي سعيد الخدري وأبي هريرة رضي الله عنهما.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"ہمارے پاس کچھ ردّی قسم کی کھجوریں تھیں تو میں نے ان سے دو صاع کے بدلے میں ان کا ایک صاع لیا ہے"۔ تو یہ بات سنتے ہی آپ ﷺ نے فرمایا: «أَوَّهْ»۔ شیخ البانیؒ نے تعلیق مشکوٰۃ میں اس لفظ کے بارے میں لکھا ہے:

کلمة يقولها الرجل عند الشكاية والتوجع.

"یہ ایسا کلمہ ہے جسے عموماً کوئی شخص مرض اور تکلیف کے وقت کہتا ہے"۔[۱]

آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَوَّهْ، عَيْنُ الرِّبَا، عَيْنُ الرِّبَا، لَا تَفْعَلْ، أَوَّهْ»

"یہ تو عین سود ہے، یہ تو عین سود ہے، ایسا ہرگز نہ کیا کرو!"۔

«وَلٰكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ آخَرَ، ثُمَّ اشْتَرِ بِهٖ».[۲]

"اگر آپ عمدہ چیز خریدنا ہی چاہیں تو نرم وادنیٰ چیز کو الگ سے بیچیں، پھر ان پیسوں سے عمدہ چیز خریدا کریں"۔

بخاری و مسلم جیسی صحیح اور اُمّتِ اسلامیہ میں متفقہ و معتبر کتابوں کے ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ سونا چاندی اور اشیاءِ خوردنی کی خرید و فروخت کا یہ کمی بیشی والا انداز بھی سود میں شامل ہے اور یہ تمام شکلیں سود کی پہلی قسم ربا الفضل کی ہیں۔

اور سود کی دوسری قسم ہے "ربا النسيئة"، اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ قرض خواہ یا ادھار سودا دینے والا ایک معینہ مدّت تک کے لیے قرض دار کو ادھار دے، پھر جب ادائیگی کا وہ مقررہ وقت آئے تو مقروض اپنی تنگ دستی یا کسی بھی وجہ سے قرض ادا نہ کر سکے، اب یہ دونوں

[۱] مشكوٰة، ج ۲، ح: ۲۸۱٤.

[۲] صحيح البخاري: ۲۳۱۲، صحيح مسلم: ٤۰۸۳، عن أبي سعيد الخدري رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخص مل کر یہ طے کرلیں کہ اگر اتنی مدّت کے بعد ادائیگی ہوئی تو اصل رقم پر اتنی زیادہ ادائیگی کرنا ہوگی، پھر جتنی جتنی مدّت زیادہ ہوگی اضافے کی یہ شرح بھی اتنی ہی بڑھتی جائے گی۔

یہی وہ سود ہے جو زمانۂ جاہلیت اور نزولِ قرآن کے وقت مروّج تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ اور آج کی بینکنگ لائن اسی کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔ جبکہ قرآن وسُنّت میں وارد شدہ سود کی مذمّت و وعید سُود کی دونوں قسموں ''ربا الفضل'' اور ''ربا النسیئۃ'' کو شامل ہے۔ سود کی ان دونوں قسموں میں سے ہر ایک کا ارتکاب کرنے والا فاسق وگناہگار اور مردودِ شہادت ہے۔ البتہ ربا النسیئۃ جو آج کل مروّج ہے یہ جرم وگناہ میں زیادہ درجے پر ہے[۱]، کیونکہ ایک حدیث میں ارشادِ نبوی ہے: «لَا رِبَا إِلَّا فِي النَّسِيْئَةِ» جس کا جمہور علماء نے یہ معنی بیان کیا ہے: «لَا رِبًا أَشَدُّ إِلَّا فِي النَّسِيْئَةِ» کہ ''ربا النسیئۃ سے بڑھ کر باعثِ گناہ کوئی سود نہیں''۔[۲]

کیا تجارت اور سود میں کوئی مماثلت ہے؟

سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ نے سود خوروں کی مذمّت وسزا بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ [البقرۃ:۲۷۵]

''جو لوگ سود کھاتے ہیں (قیامت کے دن) وہ اس شخص کی طرح اُٹھیں گے جسے شیطان نے چھو کر باؤلا و مخبوط الحواس کر دیا ہو''۔

ان کی اس سزا کا سبب محض سود خوری ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ان کی یہ سزا اس لیے بھی ہے کہ یہ لوگ عملاً تو سود کھاتے ہی ہیں مگر ساتھ ہی نظریاتی طور پر اس حرام وناپاک چیز

[۱] تطهير المجتمعات، ص: ۱۸٤.
[۲] سبل السلام: ۳/۳۷.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کو جائز و حلال بھی سمجھتے ہیں اور کج فکری کے نتیجہ میں کج بحثی کے طور پر اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر اعتراض کرتے اور کہتے ہیں:

﴿إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا﴾

”تحقیق تجارت بھی تو سود کی طرح ہی ہے“۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دے کر فرق کر دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾

”اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام کر دیا ہے“۔

اور وہ جن اشیاء کے استعمال میں اپنے بندوں کا مفاد دیکھتا ہے انہیں ان کے لیے حلال کر دیتا ہے، اور مضر اشیاء کو ان کے لیے حرام کر دیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اتنا رحیم و کریم ہے کہ کوئی ماں بھی اپنے بچوں پر اتنی رحم دل نہ ہوگی۔ لہٰذا تجارت و سود کو ایک قرار دینا اس رحیم و کریم ذاتِ الٰہی کے احکام سے کھلی بغاوت اور سرکشی ہے[۱]۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آج سود کھانے، اسے جائز و حلال سمجھنے اور لوگوں کے سامنے جواز کی وکالت کرنے والے یہی پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ جب تجارت میں لگے ہوئے پیسے کا منافع جائز ہے تو قرض پر دیئے ہوئے روپے کا منافع کیوں ناجائز ہو۔

اور تجارت و سود کو ایک ہی چیز ثابت کرنے کے لیے یوں استدلال کرتے ہیں کہ ایک شخص جس روپے سے خود فائدہ اٹھا سکتا ہے اسے وہ قرض پر دوسرے کے حوالے کر دیتا ہے اور وہ دوسرا شخص بھی بہر حال اس سے فائدہ ہی اٹھاتا ہے، پھر آخر کیا وجہ ہے کہ قرض دینے والے کے روپے سے جو فائدہ قرض لینے والا اٹھا رہا ہے اس میں سے ایک حصّہ قرض دینے والے کو ادا نہ کرے۔ مگر یہ ٹیڑھی دلیلیں دینے والے اس بات پر غور نہیں کرتے کہ دنیا میں جتنے بھی کاروبار ہیں ان

[۱] تفسیر ابن کثیر، مختصر الرفاعی: ۱/ ۲۳۵، ۲۳۶۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس میں رِسک یا نقصان کا خطرہ موجود نہ ہو اور ایک مقرر منافع کی ضمانت ہو، پھر آخر دنیا میں سودی قرض دینے والا سرمایہ دار ہی ایسا کیوں ہو جو نقصان کے خطرے سے بچ کر ایک مقرر اور لازمی منافع کا حق دار قرار پائے۔ جو لوگ ایک کاروبار میں اپنا وقت، محنت، سرمایہ دن رات کھا رہے ہیں خود ان کے لیے تو ایک مقرر منافع کی ضمانت نہ ہو بلکہ نقصان کا سارا خطرہ بالکل انہی کے سر ہو، مگر سود خور بے خطر اپنا طے شدہ منافع وصول کرتا جائے، یہ آخر کس عقل و منطق، اصول انصاف اور ضابطۂ معاشیات کی رو سے درست ہے۔ اور یہ کس بناء پر صحیح ہے کہ ایک شخص کسی کارخانہ کو بیس سال کے لیے ایک رقم قرض دے اور آج ہی یہ طے کرلے کہ آئندہ بیس سال تک وہ اتنے فیصد سالانہ کے حساب سے اپنا منافع لیتے رہنے کا حق دار ہو گا۔ حالانکہ اس کارخانے کی پروڈکشن کے متعلق کسی کو بھی معلوم نہیں کہ مارکیٹ میں اس کی قیمتوں کے اندر آئندہ بیس سال میں کتنا اتار چڑھاؤ ہو گا۔[۱]

انہی چند امور سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کوئی مشکل نہیں کہ تجارت اور سود دو الگ الگ چیزیں ہیں، ان میں کوئی مماثلت نہیں ہے، بلکہ یہ نظریۂ مماثلت عذابِ الٰہی کا ذریعہ ہے اور خود کتابِ الٰہی اس بات پر شاہد ہے۔ اللہ تعالیٰ فہمِ سلیم سے نوازے۔ (آمین)

تجارت اور سود میں نمایاں فرق

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے تجارت اور سود کو ایک جیسا قرار دینا ایک باطل نظریہ ہے۔ اور ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا﴾

یہ الفاظ پکار پکار کر بتلا رہے ہیں کہ ان دونوں میں یقیناً بڑا نمایاں فرق ہے اور وہ نمایاں اصولی فرق جن کی بناء پر دونوں کی معاشی اور اخلاقی حیثیت ایک نہیں ہو سکتی، ان میں سے:

[۱] تفہیم القرآن: ۱/ ۲۱۱-۲۱۲۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۱- پہلا فرق: یہ ہے کہ تجارت میں مال بیچنے اور خریدنے والے کے درمیان منافع کا مساویانہ تبادلہ ہوتا ہے۔ خریدار اُس چیز سے نفع اٹھاتا ہے جو اس نے مالک سے خریدی اور مالک اپنی اس محنت، ذہانت اور وقت کی اجرت لیتا ہے جس کو اس نے وہ چیز مہیا کرنے میں صرف کیا۔ مگر سودی کاروبار میں ایسا نہیں، بلکہ سود خور تو مال کی ایک مقرر مقدار لے لیتا ہے جو اس کے لیے یقیناً نفع بخش ہے، جبکہ سودی قرضہ لینے والے کو صرف مہلت ملتی ہے جس کا نفع بخش ہونا یقینی نہیں۔ کیونکہ اگر اس نے یہ سرمایہ نان ونفقہ یا علاج جیسی ذاتی ضروریات پر صرف کر دیا تو یہ مہلت یقیناً غیر نافع ہے اور اگر کسی کاروبار میں لگایا تب بھی نفع ونقصان دونوں کا احتمال ہے۔ اس طرح سود کا معاملہ ایک فریق کے فائدے اور دوسرے کے نقصان یا پھر ایک کے یقینی و متعین فائدے اور دوسرے کے غیر یقینی و غیر متعین فائدے پر ہوتا ہے۔

۲- دوسرا فرق: تجارت وسود میں دوسرا واضح فرق یہ ہے کہ تجارت میں کسی چیز کا مالک خریدار سے خواہ کتنا ہی منافع لے مگر ایک ہی بار لیتا ہے، مگر سود کے معاملہ میں مال دینے والا مسلسل منافع وصول کرتا رہتا ہے، بلکہ وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ اس کا منافع بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔

۳- تیسرا فرق: یہ ہے کہ تجارت میں مالک وخریدار کے مابین کسی چیز اور اس کی قیمت کا تبادلہ ہونے کے ساتھ ہی معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔ اب خریدار نے کوئی چیز بیچنے والے کو واپس نہیں دینا ہوتی۔ ایسے ہی کرائے کی اشیاء جن کے استعمال کا معاوضہ دیا جاتا ہے، وہ صرف نہیں ہوتیں، بلکہ برقرار رہتی ہیں اور بعینہٖ کرایہ دار کو واپس کر دی جاتی ہیں۔ لیکن سود کے معاملہ میں قرضدار سرمایہ کو خرچ کر چکتا ہے اور پھر اس کو وہ صرف شدہ مال دوبارہ پیدا کر کے اضافے کے ساتھ واپس دینا ہوتا ہے۔

۴- چوتھا اہم فرق: یہ ہے کہ تجارت وصنعت یا زراعت میں انسان محنت، ذہانت اور وقت صرف کر کے اس کا فائدہ لیتا ہے، جبکہ سود خور محض اپنا ضرورت سے زائد مال دے کر بلا محنت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ومشقت دوسروں کی کمائی میں شریکِ غالب بن جاتا ہے اور اس کی حیثیت اس معروف شریک کی بھی نہیں ہوتی جو نفع ونقصان ہر دو میں مال کے تناسب سے شریک ہوتا ہے، بلکہ وہ بلالحاظِ نفع ونقصان اور بلالحاظِ تناسب نفع صرف اپنے طے شدہ منافع کا دعویدار ہوتا ہے۔

ان وجوہ کی بناء پر تجارت وسود کی معاشی حیثیت میں اتنا فرق ہے کہ تجارت سراسر معاشرے کی تعمیر کا سبب بنتی ہے اور سود اس کی تخریب کا موجب بنتا ہے۔ اور پھر یہ اخلاقی وروحانی اور تمدنی ومعاشرتی حیثیت سے بھی نوعِ انسانی کے لیے تباہ کن ہے[۱]، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

سود کی قباحتیں روحانی واخلاقی اور تمدنی ومعاشرتی حیثیت سے

سود کی حرمت وقباحت معلوم کرنے کے لیے یہی کیا کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک کے متعدد مقامات پر اور نبیٔ اکرم ﷺ نے کم وبیش چالیس احادیث میں سود کی مذمّت بیان فرمائی ہے اور اس گناہِ کبیرہ کے انجام سے آگاہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرۃ میں ایک جگہ فرمایا:

﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ﴾[۲]

"اللہ تعالیٰ سُود کو گھٹاتا اور صدقات کو نشوونما دیتا ہے"۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی صداقت بیان فرمائی ہے جو اخلاقی وروحانی اور معاشری وتمدنی ہر اعتبار سے سراسر حق ہے کہ بظاہر سود سے دولت بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے اور صدقات سے گھٹتی ہوئی محسوس ہوتی ہے، مگر معاملہ اس کے برعکس ہے۔ سودی سرمائے کا بڑھنا ایسا ہی ہے جیسے انسانی جسم یا اس کا کوئی حصّہ بیماری کی وجہ سے متورم ہو جائے تو بھی بڑھا ہوا ہی ہوتا ہے، جبکہ درحقیقت وہ بے جان وبے کار نظر آتا ہے اور اس کا یہ بڑھنا پیامِ اجل ہے۔ ایسے ہی سود سے جو دولت بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے تو وہ بھی نظر کا دھوکہ یا مال کا ورم ہوتا ہے۔ لہٰذا سودی سرمایہ بھی کبھی تو آنِ واحد میں ہی ہلاک وبرباد ہو جاتا ہے جس کا مشاہدہ سود اور سٹہ کے بازاروں میں ہوتا ہی

[۱] تفہیم القرآن:۱/ ۲۱۲-۲۱۳۔
[۲] البقرۃ:۲۷۶، اور "سود"، ص:۱۵۲تا۱۵۶، طبع چہاردہم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہتا ہے، یا پھر ظاہری طور پر ضائع تو نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ اس کی برکات و ثمرات اُٹھا لیتا ہے۔ اور ایسے سرمایہ دار کاروں، بنگلوں کے مالک ہوتے ہوئے بھی سکون کو ترس کر رہ جاتے ہیں۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سود خور کو یا اس کے متعلقین میں سے کسی کو مصیبت یا بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے، اس طرح ان کا ڈھیروں مال نکل جاتا ہے۔

اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کے ایک مقام پر یوں بیان فرمایا ہے:

﴿وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاْ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ [الروم:۳۹]

”اور جو سود تم دیتے ہو تا کہ لوگوں کے اموال میں شامل ہو کر وہ بڑھ جائے لیکن اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا“۔

اور اسی بات کی طرف نبی ﷺ نے بایں الفاظ اشارہ فرمایا ہے:

«إِنَّ الرِّبَا وَإِنْ كَثُرَ، فَإِنَّ عَاقِبَتَهُ تَصِيرُ إِلَى قَلٍّ». [۱]

”سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے مگر پھر بھی آخر کار وہ کم ہی ہے“۔

ایک روایت اسی مفہوم کی اور ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

«مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا إِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهِ إِلَى قِلَّةٍ». [۲]

”کوئی آدمی چاہے کتنا ہی سود سمیٹ لے مگر انجام کار اس کا نتیجہ قلت ہی ہے“۔ [۳]

اور اخلاقی وروحانی اعتبار سے بھی سود کو اہلِ علم نے اخلاق وروح جیسے اصلی جوہر انسانیت کے لیے سمِ قاتل قرار دیا ہے کہ یہ انسان کی فیاضی، ہمدردی، خیر اندیشی، امدادِ باہمی، فراخ دلی وعالی ظرفی جیسی صفات کا گلا گھونٹ کر انہیں فنا کر دیتا ہے۔ اور روپیہ جمع کرنے کی خواہش سے لے کر

[۱] أحمد، ابن ماجة و الحاكم عن ابن مسعود ونقلهٗ ابن حجر في مختصره: ٦٥٥.
[۲] حاكم، مختصر الترغيب لابن حجر: ٦٥٥.
[۳] تفسير ابن كثير مختصر الرفاعي: ٤٣٧/١، معارف القرآن: ٦٥٠-٦٥١.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سودی کاروبار کے مختلف مرحلوں تک پورا ذہنی عمل انسان میں بخل و خود غرضی، شقاوت و بے رحمی اور تنگ ظرفی و سنگدلی جیسی صفاتِ قبیحہ کو جنم دیتا ہے۔ اور جتنا جتنا آدمی اس کاروبار میں آگے بڑھتا جاتا ہے یہی صفات اس کے اندر نشو و نما پاتی چلی جاتی ہیں۔

اور سود کی قباحتوں کو تمدنی و معاشرتی حیثیت سے دیکھا جائے تو ہر شخص بادنیٰ تأمل یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ جس معاشرے کے افراد خود غرض ہوں، کوئی شخص اپنے ذاتی فائدے کے بغیر کسی کے کام نہ آئے، حاجت مند کی مجبوری کو دوسرا آدمی اپنے لیے نفع اندوزی کا موقع سمجھے اور اس کا پورا فائدہ اٹھائے، ایسا معاشرہ کبھی مستحکم نہیں ہو سکتا، اس کے افراد میں باہمی ایثار و محبّت کی بجائے بغض و عداوت نشو و نما پائے گی جس سے وہ سوسائٹی انتشار و پراگندگی کی طرف مائل رہے گی۔ نتیجتاً ترقی کی رفتار انتہائی مدھم ہو جائے گی[۱]۔ یہ سود کی اخلاقی، روحانی اور تمدّنی و معاشرتی قباحتوں کا مختصر ذِکر ہے۔ اور اب معاشی نقطۂ نظر سے بھی سودی نظام کا ذرا جائزہ لیجیۓ۔

ملاحظہ:

سود کی اخلاقی، روحانی، تمدّنی و معاشرتی قباحتوں کے سلسلے میں مزید تفصیل کے لیے سید قطب شہیدؒ کی تفسیر فی ظلال القرآن، جلد اوّل، ص:۷۳-۷۷ (طبع سوم، دار الشرق) میں موصوف نے الگ الگ آٹھ حقائق کی شکل میں ان قباحتوں کو بڑے خوب صورت انداز میں پیش کیا ہے۔ یاد رہے کہ قرآن کی سود سے متعلقہ تمام آیات اور ان کی تفسیر کو ظلال سے الگ عام کتابی سائز میں بھی "تفسیر آیات الربا" کے نام سے دار الشرق (بیروت و قاہرہ) نے شائع کر دیا ہے۔ اس رسالے میں یہ حقائق، ص:۷۱ تا ۷۰ پر ملاحظہ فرمائیں۔ پورا رسالہ بھی قابلِ مطالعہ ہے۔

حرمتِ سود کی مصلحت

اسلام نے سود کو شدید حرام قرار دینے میں انسان کے اخلاقی، اجتماعی اور اقتصادی مصالح کا

[۱] تفہیم القرآن: ۱/ ۲۱۵، ۲۱۴- "سود" مؤلفہ صاحب تفہیم القرآن، ص: ۱۰۲ تا ۱۰۴، طبع چہارد ہم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لحاظ رکھا ہے۔ علمائے اسلام نے اس کی معقول وجوہ بیان کی ہیں۔ اور جدید تحقیقات نے بھی ان مصلحتوں کو مزید واضح کر دیا ہے۔ امام رازیؒ اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

اولاً: سود اس بات کا متقاضی ہے کہ انسان کا مال بلا عوض حاصل کیا جائے۔ جو شخص ایک درہم کو دو درہم کے بدلے فروخت کرتا ہے اس کو بلا عوض ایک درہم زیادہ مل جاتا ہے۔ حالانکہ انسان کا مال ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ہے۔ اور بڑی حرمت والی چیز ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

«حُرْمَةُ مَالِ الْإِنْسَانِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ».[۱]

”انسان کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے“۔

لہٰذا بغیر معاوضہ کے مال حاصل کرنا حرام ہونا چاہیئے۔

ثانیاً: سود پر اعتماد کرنے کے نتیجہ میں لوگ محنت کے ذریعے کمانے سے جی چرانے لگیں گے، کیونکہ صاحبِ مال کے لیے سودی لین دین کے ذریعے زائد مال حاصل کرنا خواہ نقد ہو یا اُدھار، آسان ہو گا۔ ایسی صورت میں وہ کسب و تجارت اور دشوار کاموں کے لیے کیوں محنت و مشقت کرنے لگے! اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ عوام کا مفاد متاثر ہو جائے گا۔ اصل میں دنیا کا مفاد تجارت، صنعت و حرفت اور تعمیری کاموں ہی سے وابستہ ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ یہ مصلحت اقتصادی نقطۂ نظر سے بالکل صحیح ہے۔

ثالثاً: اس کے نتیجہ میں قرض دینے کا جو معروف طریقہ لوگوں کے درمیان رائج ہے وہ ختم ہو جائے گا، کیونکہ سود کو حرام قرار دینے کی صورت میں تو طبیعت اس بات کے لیے آمادہ ہو جاتی ہے کہ ایک درہم قرض دے کر ایک درہم ہی واپس لیا جائے، لیکن اگر سود کو جائز قرار دیا جائے

[۱] حلية أبونعيم: ٣٣٤/٧، دار قطني، ص: ٣٠٠ عن عبد الله بن مسعود، والبراز، وأبويعلى، كما في مجمع الزوائد للهيثمي: ١٧٢/٤ وحسنه الألباني في غاية المرام: ٣٤٥.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تو حاجت مند کی ضرورت اسے اس بات پر آمادہ کرے گی کہ وہ ایک درہم واپس لے کر دو درہم واپس کر دے۔ اس کے نتیجہ میں انسانی ہمدردی اور احسان کا خاتمہ ہو جائے گا (یہ علّت اخلاقی نقطۂ نظر سے تسلیم شدہ ہے)۔

رابعاً: قرض خواہ عام طور پر غنی اور قرض دار محتاج ہوتا ہے۔ لہٰذا سودی لین دین جائز قرار دینے کی صورت میں غنی محتاج اور کمزور سے زائد مال حاصل کرے گا۔ اس صورت کو رحمتِ خداوندی کس طرح جائز قرار دیتی (اس میں اجتماعی پہلو مدِّ نظر ہے)[1]۔ غرض یہ کہ سود طاقت ور کے مفاد کی خاطر غریب کا خون چوس لینے کا نام ہے۔ اس سے دولت مند کی دولت میں اور غریب کی غربت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور ایک طبقہ دوسرے طبقہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر مالدار ہو جاتا ہے۔[2]

سود کی قباحتیں معاشی نقطۂ نظر سے

سودی کاروبار انسانی معاشرت کے لیے ایک کٹھن آزمائش ہے۔ اور اس کے مضر اثرات ایمان واخلاق اور تمدّن و معاشرت تک ہی محدود نہیں، بلکہ اقتصادیات و معاشیات کے میدان میں بھی اس کے نقصانات واضح ہیں۔ اگرچہ اس ظاہر چمک دمک رکھنے والے سودی نظام کی ہوا باندھنے کے لیے مشرق ومغرب ہر جگہ بڑی کوششیں کی گئی ہیں اور اسے تمام شعبہ ہائے زندگی میں بڑی عیّاری وچالاکی سے پھیلایا گیا ہے، اسے ایک فطری نظام باور کرایا جاتا ہے اور یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ سودی نظام معاشی آبادتی اور ترقیاتی منصوبوں کے لیے مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ عالمی معیشت کا ڈھانچہ اس نظام کے سوا کھڑا ہی نہیں ہو سکتا اور تمام ذرائع ابلاغ کو استعمال کرتے ہوئے اس ہفوات کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے، مگر حقائق پر نظر ڈالی جائے تو ان تمام دعاویٰ کا بھانڈا بیچ چوراہے پر پھوٹ جاتا ہے۔

[۱] تفسیر کبیر للرازی: ۴/۷، طبع عبدالرحمٰن محمد بتصرف قلیل.

[۲] "اسلام میں حلال اور حرام" (اُردو ترجمہ) ص: ۳۴۲-۳۴۴ عربی، طبع سیز دہم، ص: ۲۵۵-۲۵۶، المکتب الاسلامی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آج دنیا بھر میں سودی نظام رائج ہے، مگر کتنے ہی ملک ایسے ہیں جہاں بھوک ناچ رہی ہے اور ہزاروں جانیں روزانہ روٹی کے ایک نوالے کو ترستی تلف ہو رہی ہیں۔ جبکہ موجودہ دور کے اس ترقی یافتہ نظام کی پیدائش سے بھی صدیوں پہلے اس چشمِ فلک پیر نے عالمِ اسلام میں خوشحالی کے وہ نظارے بھی دیکھے ہیں کہ فقر وافلاس اور بھوک تو درکنار، اغنیاء کی زکوٰۃ قبول کرنے والا کوئی نہ ملتا تھا۔ یہ برکات تھیں اسلام کے معاشی نظام کی جسے آج نظر انداز کیا جارہاہے۔ مگر یاد رکھیں ؏

پھر وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی!

عِلمِ معاشیات کی رو سے دو قسم کے سودی قرض معروف ہیں۔ جبکہ مؤلف تفہیم القرآن نے ہی اپنی کتاب "سود" کے صفحہ ۱۰۷ تا ۱۲۷ (طبع چہار دہم) میں ان قرضوں کی چار قسمیں ذِکر کی ہیں۔ (۱) ذاتی ضروریات کے لیے قرضے، (۲) کاروبار کے لیے قرضے، (۳) حکومتوں کے اہلِ ملک سے نفع آور امور (نہروں، ریلوں اور برق آبی کی سکیموں) کے لیے اور غیر نفع آور (مثلاً جنگی ضروریات) کے لیے قرضے، اور (۴) حکومتوں کے اپنی اپنی ضروریات کی خاطر غیر ممالک کے بازارِ زر سے قرضے۔ اور پھر ہر ایک پر الگ الگ سود عائد ہونے کے نقصانات پر بڑی مفصل بحث لکھی ہے۔ فلیراجِعه فإنَّه مهم جدًا۔

ایک وہ قرض جو ذاتی ضروریات کے لیے مجبور وحاجت مند لوگ لیتے ہیں، ان میں سے پہلی قسم کے قرض کو تو ایک دنیا جانتی ہے کہ اس پر سود وصول کرتے کرتے مہاجن افراد اور مہاجنی ادارے غریب مزدوروں، کاشت کاروں اور قلیل المعاش عوام کا خون چوس جاتے ہیں۔ وہ اس ایک قرض کو ادا کرنے کے لیے دوسرا اور تیسرا بڑا قرض لیتے چلے جاتے ہیں، مگر اصل رقم سے کئی گنا زیادہ سود دے چکنے کے باوجود بھی اصل رقم جوں کی توں باقی رہتی ہے۔ ان کی آمدنی کا بیشتر حصّہ مہاجن لے جاتا ہے۔ اور جب ہر دفعہ خون پسینے کی کمائی کا ثمر دوسرا لے اڑتا ہے تو یہ چیز رفتہ رفتہ محنت ومشقت سے ان کی دلچسپی ختم کر دیتی ہے اور سودی قرضوں کے جال میں پھنسے وہ ہر وقت فکر مند اور پریشان ہو رہتے ہیں۔ اور صحیح غذا وعلاج نہ ملنے کی بناء پر وہ صحت سے بھی ہاتھ دو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیٹھتے ہیں۔ یوں چند افراد تو لاکھوں انسانوں کا خون چوس چوس کر موٹے ہوتے رہتے ہیں مگر بحیثیت مجموعی پوری قوم کی پیدائش دولتِ امکانی معیار کی بہ نسبت بہت گھٹ جاتی ہے۔

اب رہا دوسری قسم کا قرض جو کاروبار میں لگانے کے لیے لیا جاتا ہے، تو اس پر ایک مقرر شرح سود کے عائد ہونے سے بے شمار نقصانات پہنچتے ہیں۔ ان میں سے پہلا نمایاں نقصان یہ ہوتا ہے کہ:

۱- جو کام رائج الوقت شرحِ سود کے برابر نفع نہ لا سکتے ہوں، چاہے وہ ملک و قوم کے لیے کتنے ہی ضروری اور مفید کیوں نہ ہوں، ان پر لگانے کے لیے روپیہ نہیں ملتا، بلکہ ملک کے تمام مالی وسائل کا بہاؤ ایسے کاموں کی طرف ہو جاتا ہے جو مروجہ شرحِ سود کے برابر یا اس سے زیادہ نفع لا سکتے ہوں، چاہے اجتماعی حیثیت سے ان کاموں کی ضرورت اور فائدہ بہت کم ہو یا کچھ بھی نہ ہو۔

۲- اور دوسرا نقصان یہ کہ جن تجارتی، صنعتی یا زرعی کاموں کے لیے سود پر سرمایہ ملتا ہے ان میں سے کوئی کام بھی ایسا نہیں جس میں یہ ضمانت ہو کہ ہمیشہ منافع ہو گا، نقصان کبھی نہ ہو گا۔ لہٰذا کسی کاروبار میں ایسا سرمایہ لگانا جس پر ایک مقرر شرح کے مطابق سود دینے کی ضمانت دی گئی ہو، نقصان اور خطرے کے پہلوؤں سے کبھی خالی نہیں ہو سکتا۔

۳- تیسرا نقصان یہ ہے کہ سرمایہ دینے والا چونکہ کاروبار کے نفع و نقصان میں شریک نہیں ہوتا، بلکہ وہ صرف مقررہ شرح سود کی ضمانت پر روپیہ دیتا ہے، لہٰذا کاروبار کی بھلائی برائی میں اسے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ وہ تو صرف اپنے منافع پر نگاہ رکھتا ہے۔ اور جب کبھی اسے منڈی کی کساد بازاری کا ذرا سا بھی اندیشہ لاحق ہو تو وہ سب سے پہلے اپنا سرمایہ کھینچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طرح کبھی تو محض اس کے خود غرضانہ اندیشوں ہی کی بدولت دنیا پر کساد بازاری کا واقعی حملہ ہو جاتا ہے اور کبھی اگر دوسرے اسباب سے کساد بازاری آ گئی ہو تو سرمایہ دار کی خود غرضی اس کو بڑھا کر انتہائی تباہ کن حد تک پہنچا دیتی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہ تین نقصانات تو ایسے صریح ہیں کہ علمِ معاشیات سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد یہ ماننے بغیر کیا چارہ ہے کہ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے قانونِ فطرت کی رو سے سود معاشی دولت کو بڑھاتا نہیں بلکہ گھٹاتا ہے[۱]۔ اللہ تعالیٰ سب کو فہم و بصیرت عطا فرمائے۔ (آمین)

سود کی وکالت کرنے والوں کے عقلی اڑنگے

مسلمان جنہیں قرآن و سنت کی تعلیمات کے پیشِ نظر سود کا سب سے بڑا دشمن ہونا چاہیئے تھا، وہ اقوامِ مغرب کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے بری طرح متاثر ہو چکے ہیں۔ یہ یورپ زدہ طبقہ اور مغرب کے ذہنی غلام کئی مسائل میں کتاب وسُنّت سے بدگمان ہو کر دوسروں کو بھی اسی غلط راستے پر ڈالنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے کئی صریح امور میں عقلی اڑنگے لگاتے ہیں اور بجائے خود سمجھ لیتے ہیں کہ ہمارے اعتراضات و دلائل کا کوئی جواب نہیں ہے۔ کچھ ایسی ہی پوزیشن ان پرستارانِ عقل کی سود کے بارے میں بھی ہے۔ لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ قدیم طرز کے بنیوں، مہاجنوں اور ساہوکاروں کا سودی کاروبار حرام ہو تو ہو، موجودہ بینکنگ تو اس سے بالکل ایک مختلف چیز ہے، ان بینکوں کا کاروبار تو بالکل صاف ستھرا ہے اور پاکیزہ ہے جس سے ہر قسم کا تعلق رکھا جا سکتا ہے۔ اسی بناء پر اب سود کی شرعی تعریف بدلنے کی کوشش کی جارہی ہے اور کہا جارہا ہے کہ قرآن میں جس سود کو حرام کہا گیا ہے اس کی تعریف میں یہ سود سرے سے آتا ہی نہیں۔ سود کے فوائد و کرامات یا بدحواسی کا ایک پلندہ بیان کیا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں ترقیاتی منصوبوں اور بزنس کے لیے سود کے ازبس ضروری ہونے کا ہوّا کھڑا کر کے اس کی حرمت پر طرح طرح کے اعتراض قائم کیے جاتے ہیں اور اس کے جواز میں رنگارنگ دلائل دیئے جاتے ہیں۔

قرآن وسُنّت سے تو ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ یہ چیز حرام و ناپاک ہے، اس کا نام چاہے سود کی بجائے فائدہ یا منافع رکھ لیں یا کوئی اور نام تجویز کر لیں، اس سے اس کی حرمت زائل نہیں ہو سکتی،

[۱] تفہیم القرآن: ۱/ ۲۱۵، ۲۱۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن پرستارانِ عقل قرآن وسُنّت کو کہاں خاطر میں لاتے ہیں۔ ان کے لیے تو تمام اشیاء کے حسن وقبح کو پرکھنے کا معیار صرف عقل ہے۔ تو آیئے ان حضرات کی خاطر ذرا عقل کی روشنی میں ہی پرکھ کر دیکھیں کہ عقل کی نظر میں سود کی مقبولیت کہاں تک ہے۔ اس سلسلہ میں سود کا جواز ثابت کرنے کے لیے ان کی اہم دلیل یہ ہوتی ہے کہ جو شخص کسی کو قرض دیتا ہے وہ ایثار کرتے ہوئے اپنی ضرورت کو روک کر قرض دینے کا خطرہ مول لیتا ہے۔ لہٰذا مقروض کو چاہیے کہ اس کے عوض میں وہ قرض دینے والے کو اس کے مال کا کرایہ ادا کرے جس طرح وہ مکان، فرنیچر یا سواری کا کرایہ ادا کرتا ہے۔ اور اگر قرض لینے والے نے یہ سرمایہ کسی نفع آور کام میں لگایا ہے تو قرض دینے والا اس نفع سے اپنے حق کا بالاولی مستحق ہے، کیونکہ اس نے ذاتی یا کاروباری ضرورت میں فائدہ اٹھانے کا موقع دیا ہے۔

اس دلیل میں معلوم نہیں کہ وہ ایثار کرنے اور خطرہ مول لینے کی قیمت پانچ یا دس پرسنٹ وصول کرنے کا استحقاق کس عقلی اصول یا اخلاقی ضابطہ سے طے کر لیتے ہیں۔ رہا اپنی ضرورت کو روکنے کا سوال تو یہ دعویٰ بداہتاً ہی غلط ہے؟ کیونکہ وہ اپنی ضرورت روک کر نہیں بلکہ اپنا فاضل مال قرض دیتا ہے جسے وہ استعمال بھی نہیں کر رہا تھا۔ لہٰذا یہاں کوئی حرج بھی واقع نہیں ہوا کہ سود کو حرجانہ قرار دیا جاسکے۔ رہی کرائے والی بات تو کرایہ ان اشیاء کا تو معقول ہے جنہیں مہیا کرنے اور درست رکھنے کے لیے مالک اپنا وقت، محنت اور مال صرف کرتا ہے، اور وہ اشیاء استعمال سے خراب ہوتی، ٹوٹتی پھوٹتی اور اپنی قیمت کھوتی رہتی ہیں، جبکہ قرض دینے والے کا سارا معاملہ ہی اس کے برعکس ہے۔ اور اگر یہ قرض ایک فاقہ کش آدمی نے بچوں کا پیٹ بھرنے کے لیے لیا ہے تو کیا واقعی وہ فائدہ اٹھا رہا ہے؟ ایسے لوگوں اور جان بلب مریضوں کو انوسٹمنٹ یا روپیہ لگانے کی جگہ قرار دینا اور ان سے سود لینا کس کاروباری اصول، معاشی علم اور عقل وانصاف کی رو سے جائز ہے[۱]۔ اللہ تعالیٰ عقل سے صحیح کام لینے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

[۱] ''سود'' از مولانا مودودی، ص: ۶۴ تا ۶۸، طبع چہار دہم۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سود کی وکالت کرنے والوں کے عقلی اڑنگے اور ان کا ردّ

پہلے سود کے جواز میں کوشاں حضرات کے دلائل ذِکر کیے گئے ہیں اور ان کی غیر معقولیت بھی ثابت کی گئی ہے۔ البتہ یہ بات رہ گئی تھی کہ کاروباری قرضے پر سود کی عقلی حیثیت کیا ہے؟ تو اس سلسلہ میں یہ بات بڑی واضح ہے کہ سرمایہ بذاتِ خود کوئی منافع پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، بلکہ وہ منافع صرف اس صورت میں پیدا کرتا ہے جب انسانی محنت وذہانت اس پر کام کرے، پھر یہ محنت وذہانت ساتھ لگتے ہی وہ سرمایہ منافع پیدا کرنا شروع نہیں کر دیتا، بلکہ اس کے نفع آور ہونے میں ایک مدّت درکار ہوتی ہے۔ مزید بر آں اس کا نفع آور ہونا یقینی نہیں ہے۔ اس میں نقصان اور دیوالیہ کا بھی امکان ہے۔ اور نفع آور ہونے کی صورت میں بھی یہ پیشگی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ کس وقت نفع پیدا کرے گی۔

اب یہ بات کس طرح معقول ہو سکتی ہے کہ روپیہ دینے والے کا منافع اسی وقت سے شروع ہو جائے جبکہ انسانی محنت وذہانت نے اس روپے کو ابھی ہاتھ ہی لگایا ہو، اور منافع کی شرح اور مقدار بھی معین ہو۔ معقولیت کے ساتھ جو بات کی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص اپنا سرمایہ کسی نفع آور کاروبار میں لگانا چاہتا ہو اسے محنت کرنے والوں کے ساتھ شرکت کا معاملہ کرنا چاہیے اور نفع ونقصان میں ایک طے شدہ تناسب کے مطابق حصّہ دار بن جانا چاہیے (جسے فقۂ اسلامی میں مضاربت کہا جاتا ہے اور یہ جائز وحلال ہے)، ورنہ نفع کمانے کا یہ کون سا معقول طریقہ ہے کہ میں ایک شخص کو سو روپیہ قرض دوں تو کہوں کہ تو مجھے ایک روپیہ ماہوار منافع اُس وقت تک دیتا رہ جب تک میرا یہ سو روپیہ تیرے پاس رہے۔ سوال یہ ہے کہ جب تک اس سرمایہ کو استعمال کرکے اس کی محنت نے نفع پیدا کرنا شروع نہ کیا ہو اس وقت تک آخر وہ کون سا منافع موجود ہے جس میں سے حصّہ مانگنے کا مجھے حق پہنچتا ہو۔ اگر وہ شخص کاروبار میں فائدے کی بجائے نقصان اٹھائے تو کس عقل وانصاف کی رو سے یہ ماہوار منافع اس سے وصول کرنے کا حق رکھتا ہوں؟ اگر اس کا کل منافع ہی ایک روپیہ ہو تو کون سا انصاف یہ جائز رکھتا ہے کہ جس شخص نے مہینہ بھر اپنا وقت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

محنت، قابلیت اور ذاتی سرمایہ سب کچھ صرف کیا وہ تو کچھ نہ پائے اور میں جو صرف سو روپے اس کو دے کر الگ ہو گیا تھا اس کا سارا منافع لے اڑوں؟ ایک بیل بھی اگر تیلی کے لیے دن بھر کولہو چلاتا ہے تو کم از کم اس سے چارہ مانگنے کا حق تو ضرور رکھتا ہے، مگر یہ سودی قرض ایک کاروباری آدمی کو وہ بیل بنا دیتا ہے جسے کولہو تو دن بھر میرے لیے چلانا چاہیئے اور چارہ کہیں اور سے کھانا چاہیے۔

پھر اگر بالفرض ایک کاروباری آدمی کا منافع اس متعین رقم سے زائد بھی رہے جو قرض قانونِ معیشت کسی چیز کی رو سے بھی اس بات کو معقول ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ کاروبار کرنے والوں کا فائدہ تو مشتبہ اور غیر معین ہو مگر قرض دینے والے کا فائدہ یقینی اور معین ہو، اُن کے لیے تو ممکنہ نقصان کا خطرہ بھی ہو مگر اِس کے لیے خالص نفع کی گارنٹی ہو، ان کے نفع کی شرح تو بازار کی قیمتوں کے ساتھ گرتی اور چڑھتی رہے مگر یہ ایک اللہ کا بندہ جو نفع اپنے لیے طے کر چکا ہے وہ اسے جوں کا توں ماہ بماہ اور سال بسال ملتا رہے۔ اس تنقید سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بادی النظر میں سود کو ایک معقول چیز قرار دینے کے لیے جو دلائل کافی سمجھ لیے جاتے ہیں ذرا گہرائی میں جاتے ہی ان کی قلعی کھلنی شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں انتہائی اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ اس دلیل اور ایسے ہی بعض الٹے سیدھے دیگر دلائل اور ان کا تفصیلی جائزہ معلوم کرنے کے لیے دیکھیئے: سود، ص: ۶۳ تا ۱۰۱ (طبع چہاردہم)۔

موجودہ بینکنگ کی تاریخِ قدیم

دورِ حاضر کی بینکاری کا آغاز کہاں اور کیسے ہوا اور کون کون سے مراحل طے کر کے یہ موجودہ شکل تک پہنچی، اور اس کے مزاج کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی ابتدائی تاریخ آپ کے سامنے ہو۔ ایک مسلمان مصنف و مفکر (مولانا مودودیؒ) کے بقول: مغربی ممالک میں اس کی ابتداء یوں ہوئی کہ پہلے جب کاغذ کے نوٹ نہیں چلتے تھے تو لوگ زیادہ تر اپنی دولت سونے کی شکل میں جمع کیا کرتے تھے۔ اور اسے بغرضِ حفاظت صرافوں کے پاس جمع کرا دیتے تھے۔ صراف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں ان کے کل سونا کی رسید لکھ دیتے جس میں یہ تصریح ہوتی کہ فلاں آدمی کا اتنا سونا ہمارے پاس محفوظ ہے۔ رفتہ رفتہ یہ رسیدیں خرید و فروخت، قرضوں کی ادائیگی اور حسابات کے تصفیہ میں ایک آدمی سے دوسرے آدمی تک منتقل ہونے لگیں، کیونکہ لوگوں کے لیے ہر بار سونا نکلوا کر اس کے لین دین سے یہ چیز کہیں زیادہ آسان تھی کہ رسید ہی ایک دوسرے کے حوالے کر دیں۔ یہ رسیدیں کاروباری اغراض کے لیے سونے کے قائم مقام بنتی چلی گئیں اور اس امر کی نوبت کم ہی آنے لگی کہ کوئی شخص وہ سونا نکلوائے جو ایک رسید کے پیچھے صراف یا سنار کے پاس محفوظ ہے۔ اس کا موقع صرف انہی ضرورتوں کے وقت پیش آتا جب خود کسی کو سونے ہی کی ضرورت ہوتی، ورنہ ذریعۂ مبادلہ کی حیثیت سے جتنے کام سونے سے چلتے تھے وہ سب ان ہلکی پھلکی رسیدوں سے چلنے لگے۔

اب تجربہ سے سناروں کو معلوم ہوا کہ سال بھر میں کل جمع شدہ سونے کا بمشکل دسواں حصّہ نکلوایا جاتا ہے اور باقی نو حصّے ان کی تجوریوں میں بیکار پڑے رہتے ہیں۔ انہوں نے سوچا کہ ان نو حصّوں کو استعمال کیوں نہ کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے یہ سونا لوگوں کو قرض دے کر ان سے سود وصول کرنا شروع کر دیا۔ پھر انہوں نے نیا قدم اٹھایا اور اصلی سونا قرض دینے کی بجائے اس کی قوت پر کاغذی رسید میں چلانے لگے۔ اس طرح وہ ایک طرف تو سونا ان کے پاس امانت رکھنے والوں سے حفاظت کی اجرت لیتے، دوسری طرف چپکے سے انہی کا سونا یا اس کی قوت پر بنائی گئی رسیدیں لوگوں کو قرض دے کر سود بھی وصول کیا کرتے تھے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھیں کہ ایک آدمی نے سو روپے کا سونا جمع کرایا تھا تو انہوں نے سو سو روپے کی دس رسیدیں بنائیں۔ ان میں سے ایک تو حقیقی مالک کو دے دی جس کے پیچھے واقعی سو روپے کا سونا جمع تھا اور باقی نو سو روپے کی نو رسیدیں جن کے پیچھے در حقیقت کوئی سونا نہ تھا، دوسرے لوگوں کو قرض دیں اور ان پر ان سے سود وصول کیا۔ اس طرح انہوں نے ۹۰٪ روپیہ بالکل بے بنیاد کرنسی کی شکل میں بنا ڈالا اور خواہ مخواہ اس کے مالک بن کر سوسائٹی پر اس کو قرض کے طور پر لاد لاد کر اس پر دس بارہ فیصد سود

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وصول کرنے لگے اور مالک کی ۹۰٪ دولت کے بلا شرکت غیرے مالک بن گئے، یہاں تک کہ امراء ووزراء اور خود حکومتیں ان کے قرض کے جال میں پھنستی چلی گئیں۔

پھر دوسرا کام یہ کیا گیا کہ متوسط وخوش حال طبقے سے رابطہ کر کے انہیں کہا گیا کہ آپ لوگ حساب وکتاب کی زحمت اور نفع ونقصان کے خطرات سے دو چار رہنے کی بجائے اپنی رقمیں ہمارے پاس جمع کرائیں، ہم ان کی حفاظت بھی کریں گے اور بلا معاوضہ حساب وکتاب رکھنے کے ساتھ ساتھ کچھ لینے کی بجائے آپ کو اتنا منافع بھی دیا کریں گے۔ اس طرح تقریباً تمام سرمایہ ان کے تصرف میں آ گیا۔ اور پہلے تو یہ سلسلہ مختلف خاندانوں کے ہاتھوں میں تھا پھر تیسرا اور آخری قدم یہ لیا گیا کہ ان لوگوں نے اس سلسلے کو وسیع پیمانے پر منتظم کرنا شروع کیا اور اس طرح یہ بینک وجود میں آ گئے۔ مختصر یہ کہ چند سرمایہ دار مل کر ادارۂ ساہوکاری قائم کرتے ہیں جس کا نام بینک ہے جو کہ دراصل مہاجنی وساہوکاری کی جدید شکل ہے، اور ان گدی نشین مہاجن وساہوکار کی جگہ کرسی نشین وموٹر نشین بینکر نے لے لی ہے۔ ان اداروں (بینکوں) میں دو طرح کا سرمایہ ہوتا ہے: ایک حصہ داری کا جس سے کام کی ابتداء کی جاتی ہے، دوسرا امانت داروں اور ڈیپازٹرز و کھاتہ داروں کا جو بینک کا کام اور نام بڑھانے کے ساتھ ہی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ بینک اپنا سارا کام تو لوگوں کے سرمائے سے چلاتا ہے جس کی مقدار مجموعی سرمائے میں ۹۰-۹۵ فیصد تک ہوتی ہے، لیکن بینک کا نظم ونسق اور پالیسی ان لوگوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے جن کا کل سرمایہ دو تین یا چار پانچ فیصد ہی ہوتا ہے۔[۱]

موجودہ بینکاری کے فوائد ومفاسد

موجودہ بینکنگ کا نظام بھی تہذیبِ جدید کی پروردہ دیگر بہت سی چیزوں کی طرح ہی دراصل ایک بہت ہی مفید چیز ہے۔ وہ بہت سی جائز بلکہ موجودہ زمانے کی تمدنی زندگی اور کاروباری ضروریات کے لیے مفید وناگزیر خدمات انجام دیتا ہے۔ مثلاً رقموں کے ڈرافٹ ایک ملک سے

[۱] سود، ص:۱۲۹تا۱۴۶، طبع چہارم دہم۔

www.KitaboSunnat.com

دوسرے ممالک تک پہنچانے کا انتظام کرنا، بیرونی ممالک سے لین دین کی سہولتیں بہم پہنچانا، قیمتی اشیاء اور سرمائے کی حفاظت کرنا، لیٹرز آف کریڈٹ یا اعتماد نامے، سفری یا ٹریولنگ چیک اور گشتی نوٹ جاری کرنا، کمپنیوں کے شیئرز یا حصص فروخت کرنے کا انتظام کرنا، اور بہت سی ایجنسی سرِوسز یا وکیلانہ خدمات انجام دینا جنہیں تھوڑے سے کمیشن پر بینک کے سپرد کر کے آج ایک مصروف آدمی بہت سے جھنجھٹوں سے خلاصی پالیتا ہے۔ ایسے ہی یہ بات بھی تجارت وصنعت اور زراعت جیسے شعبوں کے لیے مفید اور ضروری ہے کہ معاشرے کا فاضل سرمایہ ایک مرکزی ذخیرہ میں جمع رہے اور ہر شعبے کو ہر وقت، ہر جگہ اور بآسانی مل سکے۔ اور عام افرادِ معاشرہ اپنے پس انداز کیے ہوئے سرمائے کو نفع آور کاموں میں لگانے کے لیے الگ الگ مواقع ڈھونڈنے کی بجائے اسی ذخیرے میں جمع کرادیا کریں۔ اور وہاں ایک قابلِ اطمینان طریقے سے اجتماعی طور پر ان سب کے سرمائے کو کام پر لگانے اور حاصل شدہ منافع کو ان پر تقسیم کرنے کا انتظام ہوتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ مستقل طور پر فائنانس ومالیات ہی کا کام کرتے رہنے کی وجہ سے بینک منتظمین اور کارکنوں کو اس شعبہ میں ایسی مہارت وبصیرت حاصل ہوجاتی ہے جو عام تجارت پیشہ لوگوں، صنعت کاروں اور معاشی کارکنوں کو نصیب نہیں ہوتی۔ یہ ماہرانہ بصیرت بجائے خود نہایت قیمتی ومفید چیز ہے، بشرطیکہ یہ محض ساہوکار کی خود غرضی کا ہتھیار بن کر نہ رہے، بلکہ کاروباری لوگوں کے ساتھ تعاون میں استعمال ہو۔

یہ سب خوبیاں اور منفعتیں اپنی جگہ بجا اور مفید ہیں اور انہیں رہنا ہی چاہیے، لیکن بینکنگ کی ان تمام خوبیوں کو جس ایک شیطانی عنصر نے اُلٹ کر پورے تمدّن کے لیے مضرتوں سے بدل دیا ہے وہ ہے ''سود'' اور اس کے ساتھ دوسری بنائے فاسد یہ بھی شامل ہوگئی ہے کہ سود کی کشش سے جو سرمایہ بینکوں میں جمع ہوتا ہے وہ عملاً چند خود غرض سرمایہ داروں کی دولت بن کر رہ جاتا ہے جسے وہ نہایت دشمن اجتماع طریقوں سے استعمال کرتے ہیں[۱]۔ مثلاً جب اربوں روپے کا سرمایہ ایک ایک بینک میں اکٹھا ہوجاتا ہے، جس پر چند بااثر ساہوکار قابض ومتصرف ہوتے ہیں، وہ

[۱] سود، ص: ۲۳۲، ۲۳۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس طاقت کے بل پر نہ صرف اپنے ملک بلکہ دنیا بھر کی معاشی، تمدنی اور سیاسی زندگی پر کمال درجہ خود غرضی کے ساتھ حکمرانی کرتے ہیں اور وہ ملکوں اور قوموں کی قسمتوں سے کھیلتے ہیں۔ جہاں چاہتے کساد بازاری وقحط برپا کرادیتے ہیں، جب چاہتے ہیں جنگ کرادیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں صلح کرادیتے ہیں۔ جس چیز کو اپنے زر پرستانہ نقطۂ نظر سے مفید سمجھتے ہیں اسے فروغ دیتے ہیں اور جس چیز کو نا قابلِ التفات سمجھتے ہیں اسے تمام وسائل وذرائع سے محروم کردیتے ہیں۔[۱]

صرف منڈیوں اور بازاروں پر ہی ان کا قبضہ نہیں بلکہ علم وادب کے گہواروں، سائنٹیفک تحقیقات کے مرکزوں، صحافت کے اداروں، مذہب کی خانقاہوں اور حکومت کے ایوانوں، سب پر ان کی حکومت چلتی ہے۔ کیونکہ یہ وہ بلائے عظیم ہے جس کی تباہ کاریاں دیکھ دیکھ کر خود مغربی ممالک کے صاحبِ فکر لوگ چیخ اُٹھے ہیں اور وہاں مختلف سمتوں سے یہ آواز بلند ہو رہی ہے کہ مالیات کی اتنی بڑی طاقت کا ایک چھوٹے غیر ذمّہ دار طبقے کے ہاتھ میں مرتکز ہو جانا پوری اجتماعی زندگی کے لیے سخت مہلک ہے۔ ان دو خرابیوں کو اگر دور کر دیا جائے تو یہی بینکنگ ایک مفید، اسلامی اور پاکیزہ کام ہو جائے گا۔ تمدّن کے لیے موجودہ حالت کی بہ نسبت بدرجہازیادہ نفع مند بھی ہوگا، اور عجب نہیں کہ خود ساہوکاروں کے لیے بھی سود خوری کی بہ نسبت یہ دوسرا پاکیزہ طریقۂ کار مالی حیثیت سے بھی زیادہ فائدہ مند ثابت ہو[۲]۔ حلال اور جائز بینکنگ کے لیے وہ متبادل اور پاکیزہ طریقۂ کار کیا ہے؟ یہ ابھی آگے ذِکر کریں گے۔

بینکنگ کی اسلامی صورت اور اس کا طریق کار (حصّہ اوّل)

موجودہ بینکنگ تہذیبِ جدید کی وہ دین ہے کہ اسے اگر صرف ایک ”سود“ جیسے شیطانی عنصر سے پاک کر دیا جائے تو یہ ادارے بہت مفید وکار آمد بلکہ ہمارے معاشرے کے لیے ناگزیر ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان بینکوں کو اگر سود سے پاک کر دیا جائے تو پھر ان میں کیا طریقِ کار اختیار کیا

[۱] سود، ص:۱۴۳تا۱۴۵، طبع چہاردہم۔
[۲] سود، ص:۲۳۳، ۲۳۴۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جا سکتا ہے جو صحیح اسلامی خطوط پر استوار اور افرادِ معاشرہ کے لیے مفید بھی ہو؟ اس سلسلہ میں آج سے چند برس پہلے تک تو اسلامی نظامِ معاشیات کے ماہرین صرف تجاویز ہی پیش کیا کرتے تھے کہ یوں کیا جائے، اور یوں ہو تو سود کی قباحتوں سے بھی جان چھوٹ جائے گی اور کاروباری ضروریات میں کوئی رکاوٹ بھی پیش نہیں آئے گی، مگر آج یہ بات تجاویز کے دائرے سے نکل کر عملی طور پر بھی ہمارے سامنے آچکی اور آرہی ہے کہ بلا سود بینکاری بھی ممکن ہے۔ اور اس کی عملی شکلیں اسلامک بینکس اور اسلامک انوسٹمنٹ کمپنیز کے روپ میں موجود ہیں، جہاں مقرر شرحِ سود کی بجائے سرمایہ جمع کرانے والوں کے ساتھ اسلامی اصولِ مضاربت کی رو سے پرافٹ یا نفع ونقصان کی بنیاد پر معاہدہ طے کیا جاتا ہے۔ یہ اسلامی مالیاتی ادارے جمع شدہ مال کو مختلف تجارتی، صنعتی، زراعتی اور دیگر نفع آور کاموں میں لگاتے ہیں، اور جو نفع حاصل ہو اسے سرمائے کے تناسب سے سرمایہ جمع کرانے والوں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ سود خوری کی لعنت کے مقابلے میں یہ ایک اسلامی اور بابرکت طریقہ ہے، مگر تجارتی کاموں میں ظاہر ہے کہ کبھی نقصان کا بھی احتمال ہوتا ہے، لیکن جب مثال کے طور پر دس مختلف جگہوں پر بیلنس لگایا ہوا ہو، ان میں سے آٹھ نو جگہوں سے مسلسل نفع آرہا ہو اور کبھی کسی ایک آدھ جگہ سے نقصان کا سامنا بھی کرنا پڑے تو دوسرے نفع والے امور اس نقصان کا بآسانی ازالہ کر دیتے ہیں۔ اور ٹوٹل حساب میں بحیثیت مجموعی نقصان سامنے ہی نہیں آتا، بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ ہو جاتا ہے کہ کسی سال نفع ذرا کم ہو گیا۔

بہر حال سرمایہ اور محنت یا مال اور صلاحیت کے اشتراک سے مضاربت و قراض کا معاملہ کرنے والے یہ ادارے جہاں اسلامی خطوط پر رواں دواں ہیں وہیں عام بینکوں کی طرح ہی خوب نفع بھی کما رہے ہیں جو کہ نہ صرف سودی معاملہ کرنے والے بینکاروں بلکہ عوام الناس اور سرمایہ داروں کے لیے بھی ایک روشن مثال اور قابلِ عمل نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس بات کے بجا طور پر مستحق ہیں کہ ان کے ساتھ تعامل و تعاون کر کے حلال منافع کمایا جائے۔

آج بلا سود بینکاری کرنے والے یہ مالیاتی ادارے متحدہ عرب امارات، کویت، قطر، بحرین،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سعودیہ، مصر، سوڈان، ترکی، قبرص، امریکہ کے قریبی جزائر، بہامز اور جنیوا، سوئٹزر لینڈ تک پھیل چکے ہیں۔ اور ان کی بیسیوں شاخیں مصروفِ عمل ہیں۔ بلکہ دنیا کے کئی دیگر ممالک میں بھی اس تجربہ سے فائدہ اٹھانے کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ اور حکومتِ پاکستان نے تو انتہائی جرأت مندانہ اقدام کیا ہے کہ ملک کے تمام نیشنل وفارنرز یا قومی و بیرونی بینکوں میں "پی اینڈ ایل" اکاؤنٹ یا نفع ونقصان کی بنیاد پر معاملہ کرنے والے کھاتے سرکاری طور پر شروع کر دیئے ہیں اور بڑے وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ دن دور نہیں جب کم از کم پورے عالمِ اسلامی میں بلا سود بینکاری کا آغاز ہو جائے گا۔ اور جب غیر مسلم اقوام نے دیکھا کہ سود کے بغیر بھی بینکاری نہ صرف ممکن ہے بلکہ نفع بخش بھی ہے تو ان کا بھی اسی طریقہ کو اختیار کر لینا بعید از قیاس نہیں کیونکہ مغرب کے اہلِ فکر کی طرف سے بھی اس سودی نظام کے خلاف صدائے احتجاج بلند ہونی شروع ہو چکی ہے۔

بینکنگ کی اسلامی صورت اور اس کا طریقِ کار (حصّہ دوم)

اسلامی طرز کی بینکاری اور غیر سودی مالیاتی نظام کے بارے میں پہلے ذِکر ہو چکا ہے۔ اس کے مروّجہ طریقۂ کار اور مجوزہ خاکے کی مزید وضاحت سے پیشتر ایک شبہے کا ازالہ کرتے جائیں۔ مثلاً کچھ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ جب سود ملنے کی کوئی امید ہی نہ ہو گی تو بینکوں میں سرمایہ جمع ہونا ہی بند ہو جائے گا، مگر جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں، کیونکہ اُس وقت سود نہ سہی، نفع ملنے کی توقع تو ضرور رہی ہو گی۔ اور چونکہ نفع کا امکان غیر متعین اور غیر محدود ہو گا اس لیے عام شرحِ سود کی بہ نسبت کم نفع حاصل ہونے کا جس قدر امکان ہو گا اسی قدر اچھا خاصا نفع ملنے کا بھی امکان ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی بینک وہ تمام خدمات مسلسل انجام دیتے رہیں گے جن کی خاطر اب لوگ بینکوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ بالکل ایک یقینی بات ہے کہ جس مقدار میں اب سرمایہ بینکوں میں آتا ہے اسی مقدار میں انسدادِ سود کے بعد بھی آتا رہے گا، بلکہ اس وقت چونکہ ہر طرح کے کاروبار کو فروغ حاصل ہو گا، روزگار بڑھ جائے گا اور آمدنیاں بھی بڑھ جائیں گی، اس لیے موجودہ حالت کی بہ نسبت کہیں بڑھ چڑھ کر فاضل آمدنیاں بینکوں میں جمع ہوں گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلا سود بینکاری کا مجوّزہ خاکہ

اس جمع شدہ سرمایہ کا جس قدر حصّہ کرنٹ اکاؤنٹ یا چالو کھاتے میں جمع ہو گا اسے تو بینک کسی نفع اور کام میں نہیں لگا سکیں گے، جس طرح کہ اب بھی نہیں لگا سکتے ہیں، بلکہ وہ روز مرہ کے نقد لین دین، قلیل المدت بلا سود قرضوں اور بلا سود ہنڈیاں بھنانے میں استعمال ہو گا۔ اور وہ سرمایہ جسے مالک لمبی مدت کے لیے بغرضِ حفاظت بینکوں میں رکھیں گے ایسے لوگوں کے مال کو بینک قرض کے طور پر لے کر اپنے نفع آور کاروبار میں لگا سکیں گے۔ رہا وہ سرمایہ جس کے مالک اپنے مال کو بینکوں کے توسط سے کاروبار میں لگانا چاہتے ہوں ان کے ساتھ ایک شراکت نامۂ عام طے کر کے دیگر سرمایہ میں ملا کر مضاربت کے اصول پر نفع آور کاموں میں لگا سکیں گے۔

اس سے بحیثیتِ مجموعی دو عظیم الشان فائدے ہوں گے۔ ایک یہ کہ ساہوکار کا مفاد کاروبار کے مفاد کے ساتھ وابستہ ہو جائے گا۔ اس لیے کاروبار کی ضرورت کے مطابق سرمایہ اس کی پشتبانی کرتا رہے گا اور وہ اسباب قریب قریب ختم ہو جائیں گے جن کی بنیاد پر موجودہ سود خور دنیا میں کساد بازاری کے دورے پڑا کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ساہوکار کی مالیاتی بصیرت اور کاروباری لوگوں کی تجارتی و صنعتی بصیرت جو آج کل باہم نبرد آزمائی کرتی رہتی ہیں، اس وقت ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گی اور یہ سب ہی کے لیے مفید ہو گا۔

پھر جو منافع جات ان ذرائع سے بینکوں کو حاصل ہوں گے ان کو وہ اپنے انتظامی مصاریف نکالنے کے بعد ایک مقررہ تناسب کے مطابق اپنے حصّہ داروں اور کھاتہ داروں میں تقسیم کر دیں گے۔ جیسا کہ اسلامک انوسٹمنٹ کمپنی (الشركة الإسلامية للاستثمار) جو چار عرب ممالک (امارات، قطر، بحرین، سعودیہ) میں بیسیوں برانچوں کے ساتھ کام کر رہی ہے، انہوں نے انتظامی مصاریف کے بارے میں اپنے تعارفی ہینڈ بل میں وضاحت کی ہے کہ ایک ہزار ڈالر پر صرف ایک ڈالر کے ماہانہ سے متجاوز نہیں لیے جائیں گے۔ تو یہ گویا ۰۱،۰۰ ٪ ماہانہ بنتے ہیں۔ یا یوں کہہ لیں کہ ہر ماہ ایک سو روپے پر صرف دس پیسے انتظامی مصاریف (کے لیے) لیے جاتے ہیں۔ اس معاملہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں فرق یہ ہوگا کہ بحالتِ موجودہ (عام بینکوں میں) منافع صرف حصّہ داروں میں تقسیم ہوتے ہیں اور کھاتہ داروں کو سود دے دیا جاتا ہے۔ اس وقت دونوں میں منافع ہی تقسیم ہوں گے۔ اب کھاتہ داروں کو ایک متعین شرح کے مطابق سود دیا جاتا ہے، اس وقت منافع کی شرح کا تعین نہ ہوگا، بلکہ جتنے بھی منافع ہوں گے، خواہ کم ہوں یا زیادہ، وہ سب ایک تناسب کے ساتھ تقسیم ہو جائیں گے۔ نقصان اور دیوالیہ کا جتنا خطرہ اب ہے اتنا ہی اس وقت بھی ہوگا۔ اب خطرہ اور اس کے بالمقابل غیر محدود نفع کا امکان دونوں ہی صرف بینک کے حصّہ داروں کے لیے مخصوص ہیں۔ اس وقت یہ دنوں چیزیں کھاتہ داروں اور حصّہ داروں میں مشترک ہو جائیں گی۔ جیسا کہ اسلامک انوسٹمنٹ کمپنی (الشركة الإسلامية للاستثمار) نے اپنے تعارفی ہینڈ بل میں اس کی وضاحت کر دی ہے۔ اور اسلامی طریقہ کے عین مطابق کام ہو رہا ہے۔ باقی رہ گیا بینکنگ کا یہ نقصان کہ نفع کی کشش سے جو سرمایہ ان کے پاس اکٹھا ہوتا ہے اس کی مجتمع طاقت پر عملاً صرف چند ساہوکار قابض و متصرف ہوتے ہیں۔ تو اس کے تدارک کے لیے ہم کو یہ کرنا ہوگا کہ سنٹرل بینکنگ یا مرکزی ساہوکاری کا سارا کام بیت المال یا اسٹیٹ بینک خود اپنے ہاتھ میں رکھے اور قوانین کے ذریعہ سے تمام پرائیویٹ بینکوں پر حکومت کا اقتدار اور دخل وضبط اس حد تک قائم کر دیا جائے گا کہ ساہوکار اپنی طاقت کا بے جا استعمال نہ کر سکے۔ غیر سودی مالیات کا یہ مجمل نقشہ دیکھنے کے بعد بھی اس شبہ کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ سود کا انسداد قابلِ عمل نہیں ہے۔[۱]

چند غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ

فقہ اسلامی کی معروف اصطلاح ”مضاربت یا قراض“ کے اصولوں پر اسلامی طرزِ بینکاری، جو کل تک صرف ایک سہانے خواب کی حیثیت رکھتی تھی، آج اسلامی بینکوں اور کمپنیوں کی شکل میں اس کی حسن تعبیر ہمارے سامنے موجود ہے۔ جنھوں نے ماضی میں بلا سود بینکاری کی عملی صورت میں پیش کیے جانے والے تمام خدشات کا عملاً ازالہ کر دیا ہے، مگر پھر بھی وہ حضرات

[۱] سود، ص: ۲۳۴ تا ۲۳۷۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جنہیں ان اسلامی مالیاتی اداروں کے بارے میں کافی حد تک معلومات حاصل نہ ہوں، وہ اس راہ میں پیش آمدہ موہوم غلط فہمیوں اور ذہنی الجھنوں کا شکار ہوں اور ان کے دماغی نہاں خانوں میں رہ رہ کر یہ سوال اٹھتا ہو کہ ”کیا فی الواقع سود کو ساقط کر کے ایک ایسا نظامِ مالیات قائم بھی کیا جا سکتا ہے جو موجودہ زمانے میں ایک ترقی پذیر معاشرے اور ریاست کی ضروریات کے لیے کافی ہو؟“ ان حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ پچھلے صفحات میں ہم کتابِ الٰہی اور سُنّتِ نبوی کی رو سے یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ خرید و فروخت کے بعض کمی بیشی والے انداز یا قرض کی شکل میں حاصل ہونے والے سود کی تمام اقسام اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دی ہیں۔ اور عقل کی روشنی میں بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ سود ایک غلط چیز اور بہت سی قباحتوں کا سرچشمہ ہے۔

جب نقلی اور عقلی حیثیت سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ سود حرام اور ناجائز ہے تو اس کے بعد بھی کسی کا یہ پوچھنا کہ ”کیا اس کے بغیر کام چل سکتا ہے؟“ اور ”کیا یہ قابلِ عمل بھی ہے؟“۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہنا ہے کہ کیا خدا کی اس خدائی میں کوئی غلطی ناگزیر بھی ہے۔ اور کوئی راستی ناقابلِ عمل بھی پائی جاتی ہے۔ یہ دراصل فطرت اور اس کے نظام کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ ہے جس کا معنی یہ ہے کہ ہم ایک ایسے فاسد نظامِ کائنات میں سانس لے رہے ہیں جس میں ہماری حقیقی ضرورتیں غلطیوں سے وابستہ کر دی گئی ہیں، اور بعض بھلائیوں کے دروازے جان بوجھ کر بند کر دیئے گئے ہیں۔ یا اس سے بھی گزر کر یہ بات ہمیں اس نتیجے پر پہنچاتی ہے کہ فطرت خود اس قدر ٹیڑھی واقع ہوئی ہے کہ جو کچھ خود اس کے اپنے قوانین کی رو سے غلط ہے وہی اس کے نظام میں غیر مفید اور ناقابلِ عمل ہے۔ کیا واقعی ہماری عقل، ہمارے علوم اور ہمارے تاریخی تجربات مزاجِ فطرت کو اس بدگمانی کا مستحق ثابت کرتے ہیں۔ کیا یہ سچ ہے کہ فطرت بگاڑ کی حامی اور بناؤ کی دشمن ہے؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے، اور یقیناً نفی ہی میں ہے، تو پھر ہمیں یہ اندازِ فکر چھوڑ دینا چاہیے کہ ”فلاں چیز ہے تو بُری مگر کام اسی سے چلتا ہے“ اور ”فلاں چیز ہے تو برحق مگر چلنے والی نہیں“۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں جو طریقہ بھی رواج پا جاتا ہے انسانی معاملات اسی سے وابستہ ہو کر رہ جاتے ہیں اور اس کو بدل کر کسی دوسرے طریقہ کو رائج کرنا مشکل نظر آنے لگتا ہے۔ ہر رائج الوقت طریقے کا یہی حال ہے، خواہ وہ طریقہ بجائے خود صحیح ہو یا غلط۔ دشواری جو بھی ہے تغیر میں ہے اور سہولت کی اصل وجہ رواج کے سوا کچھ نہیں، مگر لوگ اس سے دھوکہ کھا کر یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ جو غلطی رائج ہو چکی ہے انسانی معاملات بس اسی پر چل سکتے ہیں، اس کے سوا دوسرا کوئی طریقہ قابل ہی نہیں ہے۔ اور اس معاملہ میں ایک غلط فہمی یہ ہے کہ لوگ تغیر کی دشواری کے اصل اسباب کو نہیں سمجھتے اور خواہ مخواہ تجویز تغیر کے سر پر نا قابلِ عمل ہونے کا الزام تھوپنے لگتے ہیں۔

آپ انسانی سعی کے امکانات کا بہت ہی غلط اندازہ لگائیں گے اگر رائج الوقت نظام کے خلاف کسی بھی تجویز کو نا قابلِ عمل سمجھیں گے۔ جس دنیا میں انفرادی ملکیت کی تنسیخ اور اجتماعی ملکیت کی ترویج جیسی انتہائی انقلاب انگیز تجویز تک عمل میں لا کر دکھا دی گئی ہو وہاں یہ کہنا کس قدر لغو ہے کہ سود کی تنسیخ اور زکوٰۃ کی تنظیم جیسی معتدل تجویزیں قابلِ عمل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نورِ بصیرت سے نوازے۔ (آمین)[۱]

حلال و حرام تجارت و تجّار کا قرآنِ کریم میں ذِکر اور فضائل

ذرائع معاش کے سلسلہ میں ہی اگر پیغمبرِ اسلام ﷺ، خلفاءِ راشدین اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کریں تو تاریخ وسیرت کی کتب بتلاتی ہیں کہ نبی ﷺ نے بچپن میں اپنی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے بچوں کے ساتھ ان کی بکریاں چرائیں اور پھر سنِ شعور میں نہ صرف اپنی ذاتی بلکہ اجرت پر اہلِ مکہ کی بکریاں بھی چرائیں اور فرمایا کہ یہ سننِ انبیاء میں سے ہے۔ بخاری شریف میں ارشادِ نبوی ہے:

[۱] "سود"، ص:۲۰۷ تا ۲۰۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ»

”اللہ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں“۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ نے بھی؟ فرمایا:

«نَعَمْ، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ».[١]

”ہاں، میں بھی کچھ قیراط (سونے) کے عوض اجرت پر اہلِ مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا“۔

اور جب آپ ﷺ نے عالمِ شباب میں قدم رکھا تو رئیسۂ مکّہ اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے سے قبل ان کے مال سے تجارت کی اور شام وغیرہ کا سفر کیا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے انصارِ مدینہ کی اکثریت تو زراعت پیشہ اور نخلستان کی مالک تھی، مگر خلفاءِ راشدین اور مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کی اکثریت تجارت پیشہ تھی، جبکہ ان میں کاریگر، ہنر مند اور ہر جائز پیشہ سے متعلق لوگ موجود تھے۔

اور قرآنِ کریم میں تجارت کا کئی مقامات پر ذِکر آیا ہے۔ جیسا کہ سورۂ مزمل میں اللہ تعالیٰ نے تجارت کی پُر زور دعوت اور تجارت کے لیے سفر کی ترغیب دیتے ہوئے اس غرض سے سفر کرنے والے تجّار کا ذِکر مجاہدین فی سبیل اللہ کے ساتھ کیا اور فرمایا:

﴿وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾[المُزَّمّل: ٢٠]

”کچھ لوگ اللہ کے فضل (رزق) کی تلاش میں سفر کریں گے اور کچھ لوگ اللہ کی راہ میں قتال و جہاد کریں گے“۔

[١] بخاري: ٤٨/٢ (حديث: ٢٢٦٢)، ابن ماجة: ٢١٤٩، مسلم بمعناه عن جابر مختصرًا: ١٣٢، طبقات ابن سعد: ١٢٥/١، كما في غاية المرام، ح: ١٦١.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بین الاقوامی تجارت کے لیے نقل و حمل کا سب سے بڑا ذریعہ بحری مواصلات ہیں۔ چنانچہ سمندر کی تسخیر اور جہاز رانی کے احسان کا ذِکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاطر میں فرمایا:

﴿وَ تَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾[فاطر:۱۲]

”اور تم دیکھتے ہو کہ اس سمندر میں کشتیاں پانی کا سینہ چیرتی ہوئی چلتی ہیں تا کہ تم (اس اللہ کا) فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔“

اور سورۃ الروم میں اس کے ساتھ ہوائیں چلانے کا ذِکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ لِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۴۶﴾[الروم:۴۶]

”اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ ہواؤں کو خوشخبری دینے اور تمہیں رحمت سے آشنا کرنے کے لیے بھیجتا ہے اور تا کہ کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔“

ادھر مکّہ مکرمہ جہاں عالمِ اسلام کا روحانی مرکز ہے وہیں ایک ممتاز تجارتی مرکز بھی ہے۔ اور موسمِ حج میں تجارتی امور طے کرنے کی اجازت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾[البقرۃ:۱۹۸]

”اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔“

اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے بین الاقوامی تجارتی لین دین کا موقع بھی فراہم کر دیا ہے۔ اور تجارت کے لیے یہی شرف کیا کم ہے کہ یہ خود نبی ﷺ کا اختیار فرمودہ پیشہ ہے۔ اور نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنے قول و عمل سے تجارت کی ترغیب دی اور حدیث شریف میں اس کی فضیلت بھی وارد ہے۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«التَّاجِرُ الْأَمِيْنُ الصَّدُوْقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».[١]

”امانت دار و راست باز تاجر قیامت کے دن شہداء کے ساتھ ہو گا“۔

ایک اور حدیث میں ہے:

«التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْأَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ، وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ».[٢]

”امانت دار اور راست باز تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا“۔

حافظ ابنِ حجر نے یہ دونوں حدیثیں اپنی مختصر الترغیب والترہیب میں نقل کی ہیں۔ دیکھئے حدیث: ٦١٨۔ اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ تَحْتَ ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».[٣]

”راست باز تاجر قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سائے تلے ہو گا“۔

ہاں یہ یاد رہے کہ علّامہ البانیؒ نے پہلی دونوں حدیثوں کو ضعیف قرار دیا ہے اور لکھا ہے: پہلی روایت کے بارے میں امام حاکمؒ نے کہا ہے کہ اس کی سند کے ایک راوی کلثوم قلیل الحدیث ہیں اور امام ذہبیؒ نے ان کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ ابو حاتم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ ان کے فرزند نے (العلل: ١/ ٣٨٦/ ١١٥٦ میں) کہا ہے کہ میں نے اپنے والد ابو حاتم سے کلثوم بن جوئس عن العرب والی حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ حدیث لا اصل ہے اور کلثوم ضعیف الحدیث ہے، جبکہ دوسری حدیث کے بارے میں خود امام حاکمؒ نے کہا ہے کہ یہ مراسیل حسن میں سے ہے، یعنی یہ حضرت حسن بصریؒ اور ابو سعیدؓ کے مابین منقطع ہے۔ اور ترغیب میں جو منذریؒ نے کہا ہے: رواہ الترمذي وقال: حديث حسن۔ یہ تحسین ترمذی، ترغیب طبع بولاق

[١] ابن ماجة: ٢١٣٩، دارقطني: ٢٩١، حاكم: ٢/ ٦، بيهقي: ٥/ ٢٦٦، عن ابن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.
[٢] ترمذي: ١/ ٨/ ٢٢، دارمي: ٢/ ٢٤٧، دارقطني: ٢٩١، حاكم: ٢/ ٦ عن أبي سعيد الخدري رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.
[٣] الأصبهاني والبغوي في شرح السنة، مختصر: ٦١٩.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں نہیں ہے۔ اور حدیث حسن سے مراد امام ترمذیؒ کے نزدیک حسن لغیرہ ہوتی ہے، جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب کے آخر میں بیان کیا ہے۔ تو اگر امام صاحب کی تحسین تسلیم بھی کر لی جائے تو وہ اس بات کا اشارہ ہے کہ اس کی اسناد ضعیف ہیں۔ مگر شدید الضعف نہیں، بلکہ معمولی ضعف ہے۔ جو ایسی ہی کسی دوسری روایت سے رفع ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات بھی تب ہے جب (حدیث حسن) کے الفاظ ثابت ہو جائیں۔[١]

ایک اور حدیث میں نبی ﷺ نے اسلامی اصولوں کے پابند تاجروں کے بارے میں فرمایا ہے:

«إِنَّ أَطْيَبَ الْكَسْبِ كَسْبُ التُّجَّارِ».[٢]

”بہترین ذریعۂ معاش تاجروں کا پیشہ ہے“۔

تجارتی لین دین اور سودا سلف میں دھوکہ دہی

تجارت پیشہ لوگ اگر اخلاص للہ، صدق وصفائی اور امانت ودیانت سے کام لیتے رہیں تو تجارت میں برکت ہی برکت ہے۔ اور اگر کوئی شخص اچھی قسم کے مال میں ناقص وردّی مال مخلوط کر کے بیچے اور اچھی قسم کے دام وصول کرے تو یہ دھوکہ دہی، جعل سازی، ملاوٹ اور ظلم ہے، جو کہ دنیا کے کسی بھی مذہب اور کسی بھی قانون میں روا نہیں۔ اور اسلام کی نظر میں تو یہ جرمِ عظیم اور گناہِ کبیر ہے۔ اور پیغمبرِ اسلام ﷺ نے تو ایسے دھوکہ باز کو اپنی اُمّت سے خارج قرار دیا ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف میں ہے کہ منڈی میں پڑے غلّے کے ایک ڈھیر میں نبی ﷺ نے (باشارۂ الٰہی) اپنا دستِ مبارک داخل کیا تو آپ ﷺ نے انگلیوں پر نمی محسوس کی۔ مالک سے پوچھا: ”یہ کیا ہے؟“ اُس نے کہا: رات بارش ہوتی تھی جس سے یہ گیلا ہو گیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

[١] غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام للألباني، حديث: ١٦٦٦٢.

[٢] أصبهاني وبيهقي عن معاذ ونقله الحافظ في مختصره: ٦٢٠.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

«أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰى يَرَاهُ النَّاسُ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا».[۱]

”تم نے وہ بھیگا ہوا غلّہ اس ڈھیر کے اوپر کیوں نہیں ڈال دیا تاکہ لوگ دیکھ سکیں؟ جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے“۔

اسی واقعہ کا ذِکر ابو داوٗد میں یوں ہے:

«أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ يَبِيْعُ طَعَامًا، فَسَأَلَهُ: ”كَيْفَ تَبِيْعُ؟“، فَأَخْبَرَهُ، فَأُوحِيَ إِلَيْهِ أَنْ أَدْخِلْ يَدَكَ فِيْهِ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيْهِ، فَإِذَا هُوَ مَبْلُوْلٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ”لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ“».[۲]

”آپ ﷺ کا گزر ایسے آدمی کے پاس سے ہوا جو اناج بیچ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ ”کیسے بیچ رہے ہو؟“ تو اس نے بتایا کہ اتنے میں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی کہا کہ اس ڈھیر میں اپنا ہاتھ ڈالو۔ نتیجتاً معلوم ہوا کہ ڈھیر کے اندر کا غلّہ نم آلود ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ہم میں سے نہیں ہے جس نے دھوکہ بازی کی“۔

اور ترمذی شریف کے الفاظ (جو زبانِ زدِ عام ہیں) یہ ہیں:

«مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا».

”جس نے دھوکہ بازی کی وہ ہم میں سے نہیں ہے“۔

اور طبرانی میں ہے کہ نبی ﷺ کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو اناج بیچ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:

[۱] مسلم، ترمذي، ابن ماجة عن أبي هريرة، ارواء الغليل: ۱۳۱۹.
[۲] سنن أبي داؤد، كِتَابُ الْإِجَارَةِ، باب فِي النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ، حديث: ۳۴۵۲.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ أَسْفَلُ هٰذَا مِثْلُ أَعْلَاهُ؟».

”اے اناج والے! کیا اِس ڈھیر کے نیچے والا اناج بھی اوپر والے جیسا ہی ہے؟“

تو اُس نے بتایا کہ ہاں اللہ کے رسول۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ غَشَّ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ».[۱]

”(یاد رکھنا) جس نے مسلمانوں کو دھوکہ دیا وہ ان میں سے نہیں ہے“۔

اور مسند احمد میں ہے کہ نبی ﷺ غلّے کے ایک خوب سجائے ہوئے ڈھیر کے پاس سے گزرنے لگے تو اپنا دستِ مبارک اس ڈھیر میں دھنسا دیا اور اندر سے کچھ غلّہ نکال کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ نیچے ناقص غلّہ ہے۔ آپ ﷺ نے مالک کو ہدایت کرتے ہوئے فرمایا:

«بِعْ هٰذَا عَلَىٰ حِدَةٍ وَهٰذَا عَلَىٰ حِدَةٍ، مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا».[۲]

”یہ عمدہ غلّہ الگ بیچو اور ناقص الگ فروخت کرو! جس نے مسلمانوں کو دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے“۔

خرید و فروخت میں دھوکہ دہی کی کئی شکلیں ہیں۔ مثلاً فروٹ خریدتے وقت خریدار اچھی قسم کا فروٹ دیکھ کر اس کی قیمت طے کرتا ہے۔ اور دکان دار وہی فروٹ لفافوں یا ٹوکریوں میں ڈالتے ہوئے ہاتھ کی صفائی سے لفافے یا ٹوکری کی تہہ میں کم و بیش ایک چوتھائی ناقص پھل ڈال کر دے دیتا ہے۔ اور گاہک کو گھر جا کر ہی معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا پالا آج کس ایماندار سے پڑا تھا۔ اور اگر وہ گاہک گھر کی بجائے کہیں مہمان جاتے ہوئے پھل لے گیا ہے تو ممکن ہے کہ اسے تو معلوم نہ ہو سکے گا مگر اگلے گھر والے سمجھیں گے کہ شائد سستا مال اُٹھا لایا ہے۔ اس طرح ان کی نظروں میں اس کی سبکی بھی ہوگی، تو ایسا دکان دار دوہرا مجرم ہے۔ ایک تو دھوکہ کیا دوسرا اپنے مسلمان بھائی کی بے

[۱] طبراني كبير عن قيس بن عرزه ورواته ثقات كذا قال المنذري.

[۲] أحمد، براز، طبراني، عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، وحسنه الألباني في الغاية وصححه في الارواء: ۱۳۱۹.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آبروی کا بھی باعث بنا۔ اس طرح عرقِ گلاب میں پانی، کالی مرچوں میں کسی سستی سی بوٹی کے وزنی دانے، لال مرچوں اور ہلدی کے پاؤڈر میں کسی برادے کی ملاوٹ سے لے کر سونے چاندی میں تانبے اور سلور کی آمیزش تک اس دھوکہ بازی کے ہزار رنگ ہیں اور ہر رنگ کا گناہ ایک سے بڑھ کر ایک ہے۔ اور سزا بھی اس پیمانے سے ہے۔ أعاذنا الله منه۔

مال سے متعلق دھوکہ کی ان اقسام کے علاوہ ایک مصنوعی اور خارجی مداخلت کا دھوکہ یہ ہے کہ مال خریدنے کا ارادہ تو سرے سے ہے ہی نہیں، لیکن قیمت سے کہیں بڑھ کر بولی دے دینا تاکہ دوسرا شخص زیادہ قیمت دے کر مال خریدے۔ یہ طریقہ عام طور پر دوسروں کو دھوکہ دینے کے لیے منڈیوں میں اختیار کیا جاتا ہے، جسے "بیع نجش" کہا جاتا ہے۔ کتبِ حدیث کے اندر "کتاب البیوع" میں ایسی اقسام اور ان کی تفصیلات بکثرت ملتی ہیں۔ لہٰذا کیا ہی خوب ہو کہ مسلمان تاجر اور دکان دار دیگر مسائلِ دین کے ساتھ ساتھ خاص طور پر کتاب البیوع کو زیرِ مطالعہ رکھا کریں۔ اس طرح علم میں اضافہ بھی ہوگا اور ایمان میں تازگی بھی۔

ناپ تول اور پیمائش میں کمی بیشی

تجارت پیشہ لوگ اگر تجارتی لین دین اور سودا سلف میں انسانی مروّت اور عدل وانصاف کا دامن نہ چھوڑیں اور دھوکہ دہی یا کسی بھی باطل طریقے سے دوسروں کے مال پر ہاتھ صاف کرنے سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں تو یہ پیشۂ تجارت ان کے لیے ہمہ جہتی برکت وفضیلت کا باعث ہے۔ بصورتِ دیگر جو شخص سودا سلف میں ظلم، دھوکہ دہی وفریب سے کام لیتا ہے اور ناپ تول یا پیمائش میں کمی بیشی کرنے جیسے گھٹیا فعل کا ارتکاب کرتا ہے وہ احکامِ الٰہی سے کھلی سرکشی اور بغاوت کرتا ہے، کیونکہ سورۃ الانعام میں ناپ پورا دینے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ﴾ [الانعام:١٥٢]

"اور ناپ تول میں پورا انصاف کرو"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور سورۃ الاسراء میں فرمایا:

﴿وَ اَوۡفُوا الۡكَيۡلَ اِذَا كِلۡتُمۡ وَ زِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ﴾ [الاسراء:۳۵]

''اور جب تم ناپو تو پیمانہ پورا بھر کر دو۔ اور صحیح ترازو سے وزن کرو''۔

اور سورۃ الرحمٰن میں حکم فرمایا:

﴿وَ اَقِيۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَ لَا تُخۡسِرُوا الۡمِيۡزَانَ ۝﴾ [الرحمٰن:۹]

''تم انصاف کے ساتھ وزن کیا کرو اور ناپ تول کم نہ کیا کرو''۔

ادھر قرآن کریم نے سورۂ اعراف، ھود اور شعراء میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا قصّہ بیان فرمایا ہے کہ وہ توبہ کے سوا ناقابلِ معافی گناہ شرک باللہ کے علاوہ ناپ تول میں کمی بیشی جیسے جرائم میں مبتلا تھے جس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل فرمایا اور انہیں زمین میں دھنسا دیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

﴿يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ﴾ [ھود:۸۴]

''اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں''۔

﴿وَ لَا تَنۡقُصُوا الۡمِكۡيَالَ وَ الۡمِيۡزَانَ ...﴾ [ھود:۸۴]

''اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو...''

﴿اِنِّىۡۤ اَرٰٮكُمۡ بِخَيۡرٍ وَّاِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ مُّحِيۡطٍ ۝﴾ [ھود:۸۴]

''میں تمہیں آسودگی کی حالت میں دیکھتا ہوں اور تمہارے حال پر مجھے عام عذاب کے دن کا خوف ہے''۔

﴿وَ يٰقَوۡمِ اَوۡفُوا الۡمِكۡيَالَ وَالۡمِيۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ۝﴾ [ھود:۸۵]

''اور اے میری قوم! ناپ اور تول پورے انصاف سے دیا کرو اور لوگوں کو ان کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(خرید کردہ) اشیاء دیتے وقت کم نہ دیا کرو اور نہ ہی زمین میں فساد برپا کرو"۔

جب وہ لوگ اپنے کرتوتوں سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مبتلائے عذاب کر دیا۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ اَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝۹۴ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا﴾ [هود:۹۴-۹۵]

"اور ظالموں کو کڑک نے آلیا۔ چنانچہ وہ اپنے گھروں میں اس طرح دوزانو اوندھے پڑے رہ گئے گویا اس بستی میں وہ کبھی بسے ہی نہ تھے"۔

اور سورۃ الاعراف میں ہے:

﴿فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝۹۱﴾ [الأعراف:۹۱]

"ایک ایسا سخت زلزلہ آیا جس کے نتیجے میں وہ اپنے گھروں میں (سنگ و خشت کی طرح) پڑے رہ گئے"۔

﴿الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا﴾ [الأعراف:۹۲]

"جن لوگوں نے شعیب (علیہ السلام) کی تکذیب کی گویا کہ وہ اس بستی میں بسے ہی نہ تھے"۔

اور تیسویں پارہ میں اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ اسلامیہ کے ناپ تول اور پیمائش میں کمی کرنے والے لوگوں کی مذمّت اور سزا بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝۲ وَ اِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝۳﴾ [المطففين:۱-۳]

"تباہی و جہنّم ہے۔ ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والوں کے لیے۔ یہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں کم دیتے ہیں"۔

مزید فرمایا:

﴿اَلَا يَظُنُّ أُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ [المطففین:۴-۶]

"کیا وہ نہیں سمجھتے کہ انہیں ایک بڑے (قیامت کے) دن اُٹھایا جائے گا جس دن یہ لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے"۔

اور نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

«وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ، إِلَّا أُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ، وَشِدَّةِ الْمَؤُوْنَةِ، وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ».[۱]

"جو قوم ناپ اور تول میں کمی کرے گی وہ قحط سالی وبد حالی کا شکار ہو جائے گی، اور ان پر ظالم حکمران مسلط کر دیا جائے گا"۔

اللہ تعالیٰ ان حرکتوں سے محفوظ رکھے۔ نیز سورۃ الاعراف میں حضرت شعیب علیہ السلام کا خطاب یوں ہے:

﴿يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝﴾ [الاعراف:۸۵-۸۶]

[۱] ابن ماجة: ٤٠١٩، براز، بيهقي، حاكم، وقال: صحيح على شرط مسلم، ونقله الحافظ في مختصره: ٦١٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف واضح دلیل آچکی ہے، لہٰذا تم ناپ تول پورا کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو، اور اصلاح ہو جانے کے بعد زمین میں فساد بپا نہ کرو۔ اگر تمہارا اللہ پر ایمان ہے تو یہی کام تمہارے لیے اچھے ہیں۔ اور سڑکوں پر (لوگوں کو) ڈرانے دھمکانے، ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے اور بے ہودہ کجی کے لیے نہ بیٹھا کرو۔ اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم تھوڑے سے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو بڑھایا۔ اور اس پر غور کرو کہ فساد برپا کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا"۔

اور سورۂ شعراء میں اس قوم کو فرمایا:

﴿اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ۝۱۸۱ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۝۱۸۲ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝۱۸۳﴾ [الشعراء:۱۸۱-۱۸۳]

"ناپ پورا دو اور (لوگوں کو) خسارہ دینے والے نہ بنو، صحیح ترازو سے تولو اور لوگوں کو ان کی (خرید کردہ) چیزیں کم نہ دو، اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ"۔

علاوہ ازیں ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والوں کے لیے قرآن میں "وَيْل" کی وعید سنائی گئی ہے۔ لفظ "وَيْل" قرآنِ پاک میں کئی مقامات پر آتا ہے۔ مثلاً سورۂ بقرہ:۷۸، حٰمٓ السجدہ:۶، اور الماعون:۴۔ اور علّامہ ابن حجر ہیثمیؒ نے لکھا ہے کہ "وَيْل" شدید عذاب کو کہتے ہیں۔ یا پھر یہ جہنّم کی ایک سخت عذاب والی وادی کا نام ہے جس کی آگ کی تپش اتنی سخت ہے کہ اگر اس دنیا کے پہاڑ اس میں ڈالے جائیں تو یہ بھی پگھل جائیں[۱]۔ اور یہ "وَيْل" اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بنائی ہے جو ناپ تول، پیمائش وغیرہ میں کمی بیشی کرتے ہیں، یعنی خود چیز لیں تو زیادہ کسی کو دیں تو کم۔

[۱] الزواجر: ۲٤٦/۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب دس گز کے پیسے لے کر گاہک کو ساڑھے آٹھ یا نو گز دینے والے اور ڈنڈی مارنے والے حضرات غور فرمالیں کہ اگر انہیں معمولی دنیوی منفعت کے عوض "وَیْل" دی گئی تو کیا یہ سودا اَبدی نقصان دہ نہ ہو گا؟

چوری کا مال

رزقِ حلال کے فضائل وبرکات، اس کے ذرائع اور حرام خوری کے وبال وسزا اور حرام ذرائع آمدنی کا ذِکر ہو رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سابقہ آسمانی ادیان کی طرح ہی ہمارے دینِ اسلام نے بھی حلال روزی کھانے اور حرکت و عمل کا پُرزور حکم دیا ہے اور کسی تندرست وتوانا شخص کو دیگر افرادِ معاشرہ پر بوجھ بننے کی اجازت نہیں دی تاکہ معاشرے میں مفید افراد کی بجائے ایسے لوگوں کی بھرمار نہ ہو جائے جو محض عضو معطل کی حیثیت رکھنے والے ہوں، کیوں کہ عام اصول بھی یہی ہے کہ جب جسم کا کوئی عضو شل یا کسی بیماری سے معطل ہو جائے اور اپنا کام سرنجام دینے کی بجائے مشکلات کا باعث ہو تو ڈاکٹر لوگ اسے کاٹ دینے کا مشورہ دیتے ہیں، تاکہ دیگر اعضائے جسم اس سے متاثر نہ ہوں۔ اسی طرح ہی چوری جہاں ایک مذموم و قبیح عادت اور معاشرے کی ایک مہلک بیماری ہے وہیں دینی اعتبار سے کبیرہ گناہ ہے۔ جس کے ذریعے حاصل شدہ مال کی تھوڑی یا زیادہ مقدار صریحاً حرام ہے۔

اور چوری صرف یہی نہیں کہ کسی گھر یا سٹور کی دیوار پھلانگ کر یا اس میں نقب لگا کر وہاں سے کچھ چرایا جائے بلکہ کسی دکان دار کے ساتھ سودا کرنے اور مختلف ماڈل دیکھنے کے دوران کوئی چیز مار لینا بھی چوری ہے۔ اسی طرح چور کی پشت پناہی یا رسہ گیری کرنا بھی جرم ہے۔ اور معلوم ہو جانے کے بعد باوجود سستے داموں کے لالچ میں مسروقہ اشیاء خریدنا چوری میں شرکت اور گناہ ہے۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«مَنِ اشْتَرٰی سَرِقَةً وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهَا سَرِقَةٌ فَقَدِ اشْتَرَكَ فِيْ إِثْمِهَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَعَارِهَا».[۱]

”جس نے کوئی مسروقہ چیز خریدی جبکہ اسے اس کے مسروقہ ہونے کا علم بھی ہے، تو وہ بھی چوری کے گناہ اور عار میں شریک ہو گیا“۔

اور بخاری و مسلم میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«لَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ».[۲]

”چوری کرتے وقت چور دولتِ ایمان سے تہی دست ہو جاتا ہے“۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے:

«وَلٰكِنَّ التَّوْبَةَ مَعْرُوْضَةٌ بَعْدَهٗ».

”البتہ اس کے لیے توبہ کی گنجائش ہے“۔

اور نسائی میں ہے:

«فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ».

”اگر اس نے سچّے دل سے توبہ کر لی تو اللہ اسے معاف کر دے گا“۔

اور بخاری و مسلم میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ، يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ، وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ».[۳]

[۱] حاكم: ۳۵/۲، بيهقي: ۳۳۵/۵-۳۳٦ عن أبي هريرة وقال المنذري (۱۳/۳): رواه البيهقي وفي اسناده احتمال للتحسين ويشبه أن يكون موقوفًا وقد ضعفه العلامة الألباني في غاية المرام، حديث: ۳٤۳.

[۲] صحيح البخاري: ٦۷۸۲، صحيح مسلم: ۲۰۲، أبوداؤد، ترمذي: ۲٦۲۵، نسائي: ٤۸۷٤.

[۳] صحيح البخاري: ٦۷۸۳، ٦۷۹۹، صحيح مسلم: ٤٤۰۸، ابن ماجه: ۲۵۸۳، كما في المشكاة بتحقيق الألباني، حديث: ۳۵۹۲.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو چور پر کہ کبھی انڈہ اور کبھی رسّی چرانے پر اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے"۔

چور کا ہاتھ کاٹنا حکمِ الٰہی ہے۔ چونکہ چوری ایک بھیانک جرم ہے اور چور معاشرے کا عضو معطل و فاسد ہوتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدۃ میں اس کی سزا بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝٣٨﴾ [المائدۃ:۳۸]

"چوری کرنے والے مرد یا عورت کا ہاتھ کاٹ دیا کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے اس فعلِ قبیح کی سزا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ غالب و حکمت والا ہے"۔

اور ہاتھ کاٹنے کے لیے چوری کا جو نصاب ہے وہ بخاری و مسلم کی رو سے کسی چیز کی قیمت کم از کم ایک چوتھائی دینار یا تین درہم ہونا ضروری ہے۔

مذکورہ بالا سرقہ بیضہ والی حدیث کے بارے میں ملّا علی قاری نے مرقاۃ میں بعض دیگر اقوال کے ساتھ اعمش کا قول بھی نقل کیا ہے کہ بیضہ سے لوہے کا خود اور رسّی سے جہاز کی رسّی مراد ہے جن کی قیمت تین درہم ہوتی تھی۔ یہ اقوال شیخ البانیؒ نے حاشیہ میں مشکوٰۃ پر نقل کیے ہیں۔ مگر امیر صنعانی نے سبل السلام میں اسے غیر صحیح قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ چوری کا نصاب صحیحین میں موجود ہے۔ یہاں انڈے اور رسّی کی چوری سے ہاتھ کاٹنے سے مراد دراصل یہ ہے کہ جو شخص ان چھوٹی چھوٹی چیزوں کی چوری کا عادی ہو جائے گا وہ ایک دن نصاب تک بھی پہنچ سکتا ہے جس کی بناء پر اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اور یہ تاویل ابنِ قتیبہ اور امام خطابی کا قول ہے۔[۱]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا، تو فرمایا: "اس کا ہاتھ کاٹ دو"۔ وہی آدمی دوسری مرتبہ لایا گیا، تو فرمایا: "اس کا (پاؤں) کاٹ دو"۔ وہی شخص

[۱] تفصیل کے لیے دیکھئے: سبل السلام، جزء۳، ص:۱۸، ۲۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسری مرتبہ لایا گیا، تو فرمایا: ’’اس کا (بایاں ہاتھ) کاٹ دو‘‘۔ جب چوتھی مرتبہ بھی وہی پیش کیا گیا، تو فرمایا: ’’اس کا (دایاں پاؤں) کاٹ دو‘‘۔ اور پانچویں مرتبہ فرمایا: ’’اسے قتل کر دو‘‘۔ تو ہم نے اسے قتل کر کے ایک پرانے کنوئیں میں ڈال کر اوپر پتھر ڈال دیئے۔[۱]

اور مشکوٰۃ حدیث: ۳۶۰۷ بحوالہ شرح السنۃ بھی اسی مفہوم کی ہے مگر اس میں پانچویں دفعہ قتل کا ذِکر نہیں، جبکہ حدیث: ۳۶۰۷ میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حکم سے چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کے گلے میں لٹکا دیا گیا[۲]۔ صنعانی نے ’’فائدہ‘‘ کے تحت لکھا ہے کہ گلے میں ہاتھ کا لٹکانا سُنّت ہے۔ اور حدیث بیہقی عن فضالہ نقل کی ہے اور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا دو چوروں کے ہاتھ کاٹنے اور گلے میں لٹکانے کے واقعات نقل کیے ہیں اور آخر میں لکھا ہے:

«قَالَ الرَّاوِیْ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يَدِهِ تَضْرِبُ صَدْرَهٗ».[۳]

’’میں گویا اب بھی اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں کہ اس کا لٹکتا ہوا ہاتھ اس کے سینے پر چوٹیں مار رہا ہے‘‘۔

نصابِ قطع کے بارے میں ارشادِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے:

«لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا».[۴]

’’چور کا ہاتھ ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ کی چوری پر کاٹا جائے گا‘‘۔

اور اس چوتھائی دینار کی تعیین دوسری حدیث میں ہے:

«قَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ، يَدَ سَارِقٍ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهٗ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ».[۵]

[۱] أبوداؤد، نسائي، كما في مشكوٰة الألباني، حديث: ٣٦٠٣.

[۲] أبوداؤد، ترمذي، نسائي، ابن ماجة عن فضاله.

[۳] سبل السلام: ٣/٢٤.

[۴] متفق عليه عن عائشة كذا في مشكوٰة، حديث: ٣٥٩٠.

[۵] متفق عليه عن ابن عمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، مشكاة الحديث: ٣٥٩١.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”نبی ﷺ نے ایک آدمی کا ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی“۔

احناف نے محمد بن اسحاق کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی روایت:

«كَانَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ».[۱]

”آپ ﷺ کے عہد میں ڈھال کی قیمت دس درہم تھی“

کے پیشِ نظر نصاب قطع دس درہم قرار دیا ہے، جب کہ یہ دونوں روایتیں متکلم فیہ ہیں اور صحیحین کی حدیثِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما (تین درہم) کے مقابلے میں بطورِ استدلال پیش نہیں کی جاسکتیں۔[۲]

قمار کی کمائی

حصولِ مال ورزق کے ذرائع تو بے شمار ہیں، جن میں سے کچھ قرآن و سُنّت کی رو سے جائز اور حلال ہیں اور بعض ایسے ہیں جن سے حاصل شدہ مال قطعی باطل اور حرام ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرۃ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿لَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ [البقرۃ:۱۸۸]

”تم آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقوں سے مت کھاؤ“۔

اور بخاری شریف میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«إِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللهِ بِغَيْرِ حَقٍّ، فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».[۳]

[۱] سنن نسائي: ٤٩٥٩، بيهقي، وطحاوي.

[۲] سبل السلام: ١٩/٣، مشكاة: ١٠٦٦/٢- ١٠٧١، سبل السلام: ٢١٨/٣- ٢٢٨، الكبائر للذهبي: ١٠٦ - ١٠٧، الزواجر: ١٤٤/٢ — ١٤٥.

[۳] صحيح البخاري: ٣١١٨، بخارى مع الفتح: ١٦٥/١٢، وأحمد: ٩٣/٢ عن خولة امرأة حمزة رضي الله عنهما.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"کچھ لوگ اللہ کے مال میں ناحق دخل اندازی کرتے ہیں، ایسے لوگ قیامت کے دن نارِ جہنم کے سپرد کیے جائیں گے"۔

ایسے ناحق اور باطل ذرائع آمدنی میں سے قمار یا جوا بازی بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدۃ میں پلیدی اور شیطانی فعل قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۹۰ ﴾[المائدۃ:۹۰]

"اے ایمان والو! شراب نوشی، جوئے بازی (آستانے)، بت پرستی اور تیروں سے فال لینا پلیدی اور شیطانی کام ہیں۔ تم ان امور سے قطعی اجتناب کرو، تاکہ (آخرت میں) فلاح پا جاؤ"۔

اور آگے اس شراب و قمار کی قباحتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝۹۱ ﴾[المائدۃ:۹۱]

"شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے مابین بغض وعداوت پیدا کر دے اور تمہیں ذِکرِ الٰہی اور نماز سے روک دے، پھر کیا تم باز رہو گے!"۔

اور فرمایا:

﴿ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ احْذَرُوْا ﴾[المائدۃ:۹۲]

"اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو اور (ان افعالِ قبیحہ سے) باز آ جاؤ"۔

نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی بخاری شریف میں ہے:

«مَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ».[۱]

[۱] بخاري في تفسير أدب أيمان، مسلم، أبوداؤد، نسائي في ايمان، ترمذي في نذور، أحمد: ۲/۳۰۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”جو آدمی اپنے ساتھی سے کہے کہ آؤ جوا کھیلیں اسے چاہیے کہ (بطورِ کفارہ) صدقہ کرے“۔

جب محض اتنا کہنے سے ہی کفارہ و صدقہ لازم ہو جاتا ہے تو یہ بات قمار بازی کے جرمِ عظیم اور گناہِ کبیرہ ہونے کی علامت ہے۔ اور جو شخص کھیلنے بھی لگے اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے[۱]۔ اور کتبِ حدیث میں چوسر و شطرنج کو جوا (مراسیل ابی داؤد) عجمی جواء (احمد، بیہقی، ابن ابی الدنیا) بلکہ اس سے بھی بدتر قرار دیا گیا ہے[۲]۔ اور اہلِ علم نے چوسر و شطرنج کی طرح ہی لاٹری، معمہ بازی اور انعامی بانڈز وغیرہ سکیموں کو جوا اور حرام قرار دیا ہے۔

علّامہ محمد نصیب رفاعی نے ”اَزلام“ تیروں سے قسمت دیکھنے کی جدید ترین شکل یا ”نصیب“ یعنی لاٹری کو قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ عین جوا ہے جو وبا کی شکل میں پھیل چکا ہے۔ اور عوام تو درکنار حکومتی سطح پر مروّج ہو گیا ہے اور کئی خیراتی انجمنیں اس فعلِ قبیح کا ارتکاب کرتی اور پھر اس کی آمدنی خیراتی امور میں صرف کر کے بزعمِ خود نیکی کرتی ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

أَ مُطْعِمَةِ الْأَيْتَامِ مِنْ كَسْبِ (....)
لَكِ الْوَيْلُ لَا تَزْنِي وَلَا تَتَصَدَّقِي [۳]

مولانا مودودیؒ نے لاٹری اور حلِ معمّہ وغیرہ کو جوئے کی قسم کے کھیل قرار دیا ہے[۴]۔ ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے لکھا ہے: لاٹری ایک قسم کا جوا ہے اور مقاصد چاہے کتنے ہی پاکیزہ و بلند کیوں نہ ہوں اس سے کوئی حرام چیز حلال نہیں ہو جاتی[۵]۔ چوسر کے بارے میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

[۱] الزواجر: ۱۹۸/۲.
[۲] تفصیل کے لیے دیکھئے: الزواجر: ۱۶۸/۲، الكبائر للذهبي: ۹۷-۱۰۰.
[۳] معامش مختصر ابن كثير للرفاعي، ج ۱، ص: ۵۶۱.
[۴] تفہیم القرآن، ج۱، ص: ۴۴۲۔
[۵] الحلال والحرام، ص: ۲۹۷-۲۹۸.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ».[۱]

”جو چوسر کھیلا اس نے گویا اپنے ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں رنگے“۔

«مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ، فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُولَهُ».[۲]

”جو چوسر کھیلا اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی“۔

علّامہ محمد رشید رضا مصری نے اپنی تفسیر المنار میں، حکومتِ قطر کے شرعی چیف جسٹس علامہ ابن حجر آل بوطامی نے ”تطهير المجتمعات“ میں اور ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے الحلال والحرام میں جوئے بازی کے روحانی ومادّی اور اخلاقی ومعاشرتی نقصانات گنوائے ہیں۔ مثلاً اس کا شیطانی فعل ہونا، ذِکرِ الٰہی اور نمازوں میں رکاوٹ کا باعث بننا، بغض وعداوت پیدا کرنا، اس کا گھروں کے گھر ویران کر دینا، ہارے ہوئے جواری کا کبھی جیتنے والے کو قتل کرنا اور کبھی خودکشی کرنا اور کبھی شدّتِ غم وصدمہ سے ہوش کھو بیٹھنا اور دیوانہ وپاگل ہو جانا، اور معاشرہ کے اعضائے معطل بن کر اس پر ناجائز بوجھ بن جانا وغیرہ۔[۳]

جھوٹی قسم کی کمائی

کمائی کے مختلف ذرائع میں سے ہی ایک ذریعہ جھوٹی قسم کا عوضانہ بھی ہے۔ جیسے کسی چیز کے بارے میں فریقین ہی ملکیت کا دعویٰ کر دیں۔ ہر فریق کا اصرا ہو کہ یہ چیز میری ہے، یہ کیس کسی ثالث، پنچایت یا عدالت میں چلا جائے اور اس متنازعہ چیز کا معاملہ حلفیہ بیان تک آجائے کہ اگر تم حلفیہ کہہ دو کہ یہ چیز میری ہے تو تمہیں دے دی جائے گی، اور فریق مخالف بھی اس کے قسم کھا جانے پر اپنے حق سے دست بردار ہو جانے پر رضامند ہو جائے، ایسے نازک موڑ پر آکر مسلمان کو

[۱] صحيح مسلم: ۲۲٦۰، أبوداؤد، أحمد عن بريدة - الارواء للألباني: ۲٦٥٧.

[۲] أبوداؤد: ٤٩٣٨، ابن ماجة: ۳۷٦۲، أحمد، مؤطا عن أبي موسىٰ، الارواء: ۲٦٥٧، وحسنه الألباني في غاية المرام.

[۳] تطهير المجتمعات، ص: ١٦٥-١٦٦، الحلال والحرام، ص: ٢٩٦-٢٩٧، ففيهما كلام نفيس.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قسم کھا جانے سے پہلے ہزار بار سوچنا چاہیے۔ ایسی حالت میں اگر کوئی دولت و دنیا کا پجاری کسی حقیر دُنیوی منفعت کی خاطر اپنا دین اور آخرت بیچ دے اور جھوٹی قسم کھا کر دوسرے کا حق لے اُڑے تو یہ اس کی جھوٹی قسم کی کمائی ہے جو قطعاً حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے دین فروش لوگوں اور ایمان فروش ظالموں پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ جیسا کہ سورۂ آلِ عمران میں ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾ [آل عمران:۷۷]

”جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو بیچ کر حقیر سی قیمت حاصل کرتے ہیں ان کے لیے آخرت (کی نعمتوں) میں کوئی حصّہ نہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ (ناراضگی کی وجہ سے) نہ ان سے بات کرے گا، نہ ان پر نظرِ کرم فرمائے گا، اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا“۔

اور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھی اپنی زبانِ صدقِ ترجمان سے جھوٹی قسم کھانے والے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے غضب کی خبر دی ہے۔ جیسا کہ بخاری و مسلم میں ارشاد ہے:

«مَنْ حَلَفَ عَلَىٰ مَالِ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لَقِيَ اللّٰهُ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ».

”جس نے کسی دوسرے مسلمان کا ناحق مال کھانے کے لیے جھوٹی قسم کھائی (قیامت کے دن) وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا“۔

راویٔ حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سورۃ آلِ عمران کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا ...﴾[۱]

اور ایک روایت میں اس آیت کا شانِ نزول یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت اشعث بن قیس کندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا اور ایک آدمی کا ایک کنویں کے بارے میں تنازعہ ہو گیا، ہم اپنا کیس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالتِ عالیہ میں لے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دو گواہ لانے یا اس کی قسم ماننے کا کہا (میرے پاس گواہ نہیں تھے، مگر اس آدمی کے قسم اٹھانے کے بارے میں) میں نے کہا کہ اسے کیا پرواہے، وہ تو قسم اُٹھا جائے گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کوئی ایسی الزامی قسم کھائی جس سے وہ کسی دوسرے بھائی کا مال کھانے میں کامیاب ہو جائے، جبکہ در حقیقت وہ جھوٹا ہو، تو ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کو ایسی حالت میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہو گا“۔ اس موقعہ پر یہ آیت: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا ... الخ﴾ نازل ہوئی۔[۲]

بخاری شریف میں ارشادِ نبوی ہے:

«الْكَبَائِرُ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ».[۳]

”اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کی ناحق جان لینا، اور جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہیں“۔

اور ایک روایت میں صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا:

«وَمَا الْيَمِينُ الْغَمُوسُ؟». ”یمین غموس کیا ہے؟“۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[۱] صحاح ستّة إلّا النسائي عن ابن مسعود.

[۲] آل عمران:۷۷، وتفسیر ابن کثیر مختصر الرفاعي:۱/۲۸۴۔

[۳] صحيح البخاري: ٦٩٢٠، ٦٦٧٥، ترمذي: ٣٠٢١، نسائي: ٤٠١٦ عن عبد الله بن عمرو بن عاص.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«الَّذِیْ یَقْتَطِعُ مَالَ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ یَعْنِیْ بِیَمِیْنٍ وَهُوَ فِیْهَا کَاذِبٌ».

[حوالہ بالا]

”ایسی قسم جس کے ذریعے کوئی شخص دوسرے مسلمان کا کوئی مال لے نکلے جبکہ دراصل وہ جھوٹا ہو“۔

اور مسلم شریف میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

”جس نے جھوٹی قسم کا سہارا لے کر کسی مسلمان کا حق چھینا، اللہ تعالیٰ نے اس پر جہنّم لازم اور جنّت حرام کر دی“۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: چاہے وہ کوئی معمولی چیز میں ہو؟، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”چاہے وہ پیلو کے درخت کی شاخ ہی کیوں نہ ہو“۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

«مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ بِیَمِیْنِهِ، فَقَدْ أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ، وَحَرَّمَ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ. قَالُوْا: وَإِنْ کَانَ شَیْئًا یَسِیْرًا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَإِنْ کَانَ قَضِیْبًا مِنْ أَرَاكٍ».[۱]

فائدہ ۱: کسی کا مال ہتھیانے والی جھوٹی قسم کو نبی ﷺ نے یمین غموس کا نام دیا ہے۔ اور غَمَسَ یَغْمُسُ غَمْسًا کا معنیٰ لغوی اعتبار سے ڈبونا ہے۔ اور علّامہ ہیثمیؒ نے یمین غموس کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”لِأَنَّهَا تَغْمُسُ الْحَالِفَ فِي الْإِثْمِ فِي الدُّنْیَا وَفِي النَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ“[۲]

”جھوٹی قسم کو غموس (ڈبونے والی) اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ قسم اٹھانے والے کو

[۱] مسلم: ۱۳۷، سنن نسائي: ۵۴۲۱، ابن ماجة: ۲۳۲۴ مالك عن أبي امامة الحارثي.
[۲] الزواجر: ۱۸۳/۲.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دنیا کے اندر گناہ میں اور قیامت کے دن آگ میں ڈبوتی ہے“۔[۱]

حضرت علّامہ اور حافظ منذری نے اس موضوع ”جھوٹی قسم“ پر دو چار نہیں، درجنوں احادیث جمع کر دی ہیں۔[۲]

فائدہ ۲: کورٹ کچہریوں میں مختلف ریٹوں پر جائز وناجائز، دیدہ ونادیدہ اور سچے و جھوٹے امور میں قسمیں اٹھانے والے احباب اپنی اس کمائی کے بارے میں غور کریں۔ اسی طرح وہ لوگ جنہیں یہ عادت ہوتی ہے کہ اپنا مال بیچنے کے لیے اور اس کے دام بڑھانے کے لیے جھوٹی قسمیں کھا جاتے ہیں، ان کے لیے بھی لمحۂ فکریہ ہے۔ جبکہ مسلم شریف میں ہے کہ نبی ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: ”تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ نہ کلام کرے گا اور نہ نظرِ کرم اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے: تکبر سے چادر لٹکا کر چلنے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسموں کے ذریعے اپنا سامان فروخت کرنے والا“۔[۳]

اور بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت میں تو یہاں تک فرمایا کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اس نے اتنے کی خود خریدی ہے، اور گاہک صحیح سمجھ کر لے لیتا ہے، حالانکہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ایسی کمائی کی بے برکتی و مذمّت کرتے ہوئے فرمایا:

«اَلْحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ».[۴]

”قسم کھانا سامان بیچنے کا سبب تو ہو جاتا ہے، مگر وہ ایسی کمائی کی برکت کو مٹا دیتا ہے“۔

[۱] الترغیب: ۷٦/٤.

[۲] تفصیل کے لیے دیکھئے: الزواجر، ص: ۱۸۱-۱۸۳، کتاب الایمان - الترغیب: ج ٤، ص: ۷۳-۸۰.

[۳] مسلم عن أبي ذر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

[۴] صحیح البخاری: ۲۰۸۷، صحیح مسلم: ٤۱۲٥، أبوداؤد: ۳۳۳٥، سنن نسائي: ٤٤٦٦، أحمد: ۲٤۲/۲ عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مالِ یتیم

نبی ﷺ کے بارے میں قرآنِ پاک میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ [الانبیاء:۱۰۷]

”ہم نے آپ (ﷺ) کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے“۔

اور حدیث وسیرت کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ واقعی آپ ﷺ نہ صرف انسانوں بلکہ پرندوں اور حیوانوں تک کے لیے سراپا رحمت تھے۔ جبکہ عام انسانوں اور بالخصوص محتاجوں، مسکینوں، بیواؤں، یتیموں اور بے آسرا وبے نوالوگوں کے لیے تو آپ ﷺ کا رحم وکرم ضرب المثل ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کو آپ ﷺ نے بڑا مقام دیا ہے۔ یہاں تک کہ بخاری ومسلم میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«السَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ».

”بیوہ اور مسکین کی پرورش ونگرانی کرنے والا ایسے ہی ہے جیسے کوئی مجاہد فی سبیل اللہ ہو“۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

«كَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ».[۱]

”بیوہ اور مسکین کی پرورش کرنے والا ایسے ہی ہے جیسے کوئی بلاناغہ رات کو قیام کرنے اور دن کو روزہ رکھنے والا ہو“۔

اور بخاری شریف میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا».

[۱] صحيح البخاري: ٦٠٠٧، صحيح مسلم: ٧٤٦٨ عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنّت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے“۔

یہ کہتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو باہم ملا کر اور کشادہ کر کے اشارہ فرمایا۔[۱]

مسند احمد میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«مَنْ مَسَحَ عَلَى رَأْسِ يَتِيمٍ لَمْ يَمْسَحْهُ إِلَّا لِلّٰهِ كَانَتْ لَهُ فِيْ كُلِّ شَعْرَةٍ مَرَّتْ عَلَيْهَا يَدُهُ حَسَنَاتٌ، وَمَنْ أَحْسَنَ إِلٰى يَتِيمٍ أَوْ يَتِيمَةٍ عِنْدَهُ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ ..... الخ».

”جس نے رضائے الٰہی کے حصول کے لیے کسی یتیم کے سر پر دستِ شفقت پھیرا تو جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے آئے اُسے اتنی ہی نیکیاں ملیں گی۔ اور جس نے کسی یتیم لڑکے یا لڑکی کی بطریقِ احسن سرپرستی کی، میں اور وہ شخص جنّت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے۔ (اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ کر کے بتایا)“۔

اور خود اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء (آیت ۳۶) میں یتیموں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور ان کے والدین جو مال ومتاع چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوں اس کی حفاظت کا حکم دیتے ہوئے سورۂ اسراء میں فرمایا:

﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ﴾[الاسراء:۳۴]

”مالِ یتیم کے قریب مت جاؤ، سوائے اس کے کہ جو طریقہ یتیم کے حق میں بہتر ومفید ہو۔ یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائے“۔

[۱] صحيح البخاری: ٥٣٠٤، أبوداؤد: ٥١٥٠، ترمذي: ١٩١٨، ومسلم نحوه مختصر: ١٧٧٦ عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا:

﴿وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ ...﴾[النساء:۹]

”اور ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر اپنے پیچھے ناتواں اولاد چھوڑ جائیں اور ان کے بارے میں وہ کتنے فکر مند ہوں گے۔ پس انہیں چاہیئے کہ (اسی طرح مالِ یتیم کے بارے میں بھی) اللہ تعالیٰ سے ڈریں“۔

عربی میں مشہور مقولہ ہے: كما تَدِين تُدان ”جیسا کرو گے ویسا بھرو گے“۔ اسی طرح اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ اگر تمہیں اپنی ناتواں اولاد چھوڑنے پر فکر مندی ہے تو جو لوگ چھوڑ کر جاچکے ہیں تم ان کی اولاد کی اچھی طرح سرپرستی کرو۔ کل کو جب تم چھوڑ کر جاؤ گے تو کوئی تمہاری اولاد کی بھی اچھی طرح ہی سرپرستی کرے گا۔ اور اگر تم مالِ یتیم ہڑپ کرنے جا رہے ہو تو کل کو تمہاری اولاد کا مال دوسرے کھا جائیں گے۔ يا للبلاغة!

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝﴾[النساء:۲]

”اور ان کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھا جاؤ، کیونکہ یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے“۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں[۱]: بنو غطفان کے ایک شخص کو اپنے یتیم بھتیجے کی سرپرستی حاصل ہوئی تو وہ اس کا سارا مال ہی ہضم کر گیا۔ جس پر قرآنِ پاک میں یتیموں کا مال کھانے والوں پر شدید عتاب اور وعید کے لئے (سورۂ نساء کی) یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ

[۱] الزواجر: ۱/۲۵۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝١٠﴾ [النساء:۱۰]

"جو لوگ بے جا طور پر یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔ اور عنقریب وہ واصلِ جہنّم ہوں گے"۔

اور بخاری و مسلم میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ ...».

"سات ہلاکت خیز گناہوں سے بچو..."۔

اور آگے ان سات مہلک گناہوں کو شمار کرتے ہوئے ان میں سے ایک یتیم کا مال کھانا بھی شمار فرمایا۔ اور مسلم شریف میں ہے کہ معراج کی رات میں نے کچھ ایسے لوگ دیکھے جن کے جبڑے چیر کر اُن میں آگ کی چٹانیں ٹھونسی جا رہی تھیں جو اُن کے نیچے سے نکل رہی تھیں۔ اور جبرائیل علیہ السلام سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ناحق طور پر مالِ یتیم کھا جاتے تھے۔ اور ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«أَرْبَعٌ حَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ لَا يُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ وَلَا يُذِيقَهُمْ نَعِيمَهَا: مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَآكِلُ الرِّبَا، وَآكِلُ مَالِ الْيَتِيمِ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَالْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ». [۱]

"چار قسم کے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ انہیں جنّت میں داخل نہیں کرے گا اور نہ ہی اس کی نعمتوں کا مزہ چکھائے گا: ۱۔ شرابی، ۲۔ سود خور، ۳۔ ناحق مالِ یتیم کھانے والا، ۴۔ والدین کا نافرمان"۔

مزدور کی اُجرت

اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے بنی نوعِ انسان ایک معاشرتی مخلوق ہے۔ کوئی شخص دیگر افرادِ

[۱] حاکم و صححہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرہ سے کٹ کر الگ تھلگ زندگی بسر نہیں کر سکتا، بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ مختلف باہمی تعلقات اور روابط انتہائی ناگزیر ہیں۔ منشائے الٰہی کے مطابق نظامِ کائنات اسی طرح چل رہا ہے۔ کسی کی عقل و دانش، کسی کا ہنر و فن، کسی کا مال و دولت، اور کسی کی قوتِ بازو اور عرق جبیں، سب مل کر کام کرنے لگتے ہیں تو ایک مہذب اور فلاحی مملکت وجود میں آ جاتی ہے۔ کوئی بھی انسان اکیلا ہی تمام امورِ حیات سے نہیں نپٹ سکتا۔ اور غالباً اسی بناء پر اسے حیوانِ ناطق کے بعد ''سوشل اینیمل'' کہا گیا ہے۔ اور سوشل لائف یا معاشرتی زندگی میں ہر شخص کو دوسرے لوگوں کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آجر و اجیر یا مالک و مزدور کا ایک گہرا رشتہ ہے۔ یہاں تک کہ امیروں کی تجوریوں میں نوٹوں کے ساتھ مزدوروں کا پسینہ بھی شامل ہوتا ہے۔ کیونکہ وہی اپنے خون پسینے کو ایک کر کے کام کرتے اور ان تجوریوں کو بھرتے ہیں۔

اسی لیے اسلام نے اس رشتہ کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے اور اسے قائم رکھنے کے لیے ایک نظام وضع کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں مجموعی اور بنیادی طور پر زبردست کو زیرِ دست اور مال دار کو غریب پر ظلم و زیادتی کرنے اور انہیں حقیر سمجھنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ پھر دولت مند مالکوں کو حکم دیا ہے کہ جو مزدور لوگ تمہاری دولت مندی کا بنیادی عنصر ہیں انہیں بروقت ان کا حقِ محنت و مزدوری ادا کیا کرو تا کہ اپنی محنت کا ثمر پا کر وہ اخلاص و خوشی کے ساتھ کام کریں۔ جیسا کہ ابن ماجہ میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ».[١]

''مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی اجرت ادا کر دو''۔

امیر صنعانی نے اس حدیث کی تمام روایتوں کی طرف اشارہ کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ سب

[١] ابن ماجة: ٢٤٤٣ عن ابن عمر رضي الله عنهما، أبويعلى و بيهقي عن أبي هريرة رضي الله عنه، طبراني أوسط عن جابر رضي الله عنه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضعیف ہیں[۱]، جبکہ حافظ منذریؒ نے ابن ماجہ کی اسناد کے ایک راوی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کی ابن عدی سے توثیق نقل کرکے باقی رواۃ کو ثقہ قرار دیا ہے۔ اور وہب بن سعید بن عطیہ اسلمی کا نام عبدالوہاب بتاکر ابنِ حبان وغیرہ کا انہیں ثقہ قرار دینا ذِکر کیا ہے۔ ابویعلیٰ کی روایت نقل کرنے اور طبرانی اوسط کی روایت کی طرف اشارہ کرنے کے بعد لکھا ہے کہ متنِ غرابت کے باوجود کثرتِ طرق کی بناء پر قوت حاصل کرجاتا ہے۔[۲]

اور یہی بات حافظ ابن حجرؒ نے بھی اپنی مختصر الترغیب میں نقل کی ہے[۳]۔ لیکن بعض لوگ اللہ کے احسانات اور نعمتوں کو بھول جاتے ہیں۔ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ جس ذات نے ہمیں اتنا نوازا ہے کہ ہم مزدوروں سے کام لیتے ہیں اور خود راحت وآرام سے رہتے ہیں، اس کی اس عنایت پر جہاں بطورِ شکرانہ اسے یاد رکھیں وہیں مزدوروں کو خوشی خوشی ان کی اجرت بھی بروقت ادا کردیں۔ مگر اس کے برعکس ہوتا یہ ہے کہ پیسے موجود ہوتے ہوئے بھی بعض لوگ بلاوجہ کئی کئی ماہ تک مزدوری اور تنخواہیں لٹکا دیتے ہیں۔ اور کبھی وعدۂ امروز وفردا کے چکروں میں پھنسائے رکھتے ہیں۔ حالانکہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ». [صَحَاح سِتَّة]

”دولت مند آدمی کا بلاوجہ ٹال مٹول کرتے جانا ظلم ہے“۔

اور بعض تو ٹال مٹول سے بھی آگے اتنی نچلی سطح پر اتر آتے ہیں کہ جان بوجھ کر الٹے سیدھے بہانوں کے ذریعے مزدروں کا حقِ محنت کھا ہی جاتے ہیں جو کہ ظلمِ عظیم اور گناہِ کبیرہ ہے، اور ان کے مالِ حلال میں حرام کی آمیزش کا سبب بھی۔

ایسے لوگوں کو اللہ کی بے آواز لاٹھی سے ڈرنا چاہیے۔ کیونکہ بخاری شریف کی ایک حدیثِ

[۱] سبل السلام: ۳/۸۱.
[۲] الترغیب: ٤/٩٦، حدیث: ۲۷۵۲ - ۲۷۵۳.
[۳] دیکھئے: مختصر الترغیب، ص: ۱۷۸، حدیث: ٦٦٣.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قدسی میں ارشادِ الٰہی ہے:

«ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ كُنْتُ خَصْمَهٗ خَصَمْتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَىٰ بِيْ ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهٗ، وَرَجُلٌ اِسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُوْفِهٖ أَجْرَهٗ».[۱]

”تین شخصوں کا مدعی ومقابل قیامت کے دن میں ہوں گا، اور جس کے خلاف میں خود قیامت کے دن مدعی ہوا اس پر میں ہی غالب آؤں گا: جس نے میرے (نام کی قسم کھا کر کسی کے) ساتھ عہد کیا اور اسے پورا نہ کیا، اور جو شخص کسی آزاد کو بیچ کر اس کی قیمت کھا جائے، اور وہ شخص جو کسی مزدور کو کام پر لگائے اور اس سے پورا کام کروا لے مگر اس کی مزدوری نہ دے“۔

غلامی کا دور تو عملاً ویسے ہی ختم ہو چکا ہے، آج ہر انسان اس مفہوم میں آزاد ہے، لہٰذا اس حدیث میں مذکور غضبِ الٰہی کا شکار وہ لوگ ہیں جو معصوم بچوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں اور خرکاروں وغیرہ کے ہاتھوں فروخت کر کے ان کی قیمت کھاتے ہیں، یا پھر وہ لوگ جو نوجوان لڑکیوں کو اغوا کر کے انہیں فحش کاروں کے ہاتھوں بیچتے اور حرام کھاتے ہیں۔

[۱] صحيح البخاري: ۲۲۲۷، ۲۲۷۰، ابن ماجة: ۲۴۴۲، عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جرمِ رشوت ستانی

اسلام کے سارے نظامِ عبادت کی اساس و بنیاد دو چیزیں: ”صحتِ عقیدہ“ اور ”رزقِ حلال“ ہیں۔ اگر عقیدہ شرک و بدعت کی آلائشوں اور خرافات سے پاک نہ ہو اور رزقِ حلال کا التزام نہ کیا جائے تو کوئی عبادت ہی مقبول نہیں ہوتی۔ حرام کمائی کے تمام ذرائع میں سے ایک بہت بڑا ذریعہ رشوت خوری ہے۔ یہ ایک ایسا دیرینہ جرم ہے جو ہر دور اور ہر زمانے میں کسی نہ کسی رنگ میں موجود رہا ہے۔ یہ انسانی سوسائٹی کا وہ بدترین اور مہلک مرض ہے جو سماج کی رگوں میں زہریلے خون کی طرح سرایت کر کے پورے نظامِ انسانیت کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔ رشوت ظالم کو پناہ دیتی اور مظلوم کو جبراً ظلم برداشت کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ اور رشوت ہی کے بل بوتے پر حق کو ناحق اور ناحق کو حق ثابت کیا جاتا ہے۔ عدالتی نظام ہو یا دفتری، یا کوئی بھی محکمہ، یہ سب قوم و ملّت کی امانت ہیں۔ اور جب تک یہ ادارے قانون، اخلاق اور حق و انصاف کے بے لاگ محافظ رہیں گے، انسانیت عدل و انصاف اور رحمت وراحت سے مالا مال رہے گی۔ لوگ سکھ اور چین سے رہیں گے۔ لیکن اگر رشوت کے نشے میں انسانیت کے یہ محافظ خود ہی مدہوش ہو جائیں تو عدل و انصاف اور حق و امانت کے سارے تار و پود بکھر جاتے ہیں۔

عہدِ حاضر میں وزارتوں، کمپنیوں، فرموں اور دیگر سرکاری و نجی اداروں میں ہر جگہ ہی اس مرضِ خطیر کا وجود ِنامسعود پایا جاتا ہے، اور افرادِ معاشرہ میں بے چینی و بے آرامی، انتشار و افتراق، جھگڑا و فساد اور بغض و عداوت زیادہ تر اس کا نتیجہ ہیں۔ الغرض یہ رشوت ستانی قومی امانت میں سب سے بڑی خیانت اور کینسر کی طرح ایک خطرناک بیماری ہے جس کی جڑیں معاشرے میں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ کبھی یہ نقد مال کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے اور کبھی یہ ہدیہ و تحفہ یا سفارش کی شکل میں، کبھی یہ منصب و ملازمت کے روپ میں نظر آتی ہے اور کبھی شراب و شباب پر مشتمل پُر تکلف دعوتوں کا لبادہ اوڑھے ہوتی ہے۔ اس طرح اس کے درجنوں رنگ ہیں اور ہر رنگ ہی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نرالا ہے۔ جبکہ ہمارا دینِ اسلام دنیا میں عدل وانصاف عام کرنے کا داعی اور حق وامانت کا محافظ ہے۔ اسی لیے اس نے روزِ اوّل سے ہی انسانی معاشرے کے اس مہلک مرض کی جڑوں، اس کے اندرونی اسباب اور چور دروازوں کی کھوج لگا کر اس پر زبردست پابندیاں عائد کیں۔ اور انسدادِ رشوت ستانی کے لئے انتہائی مفید تدابیر اختیار کیں جن پر عمل پیرا ہونے سے قرونِ اولیٰ کی مسلم دنیا کو اس سے نجات پانے کی راہ ملی۔ اور آج بھی انہی اسلامی تدابیر کو اختیار کرنا نجات کا ضامن ہے۔[۱]

اقسامِ رشوت

محدثینِ عظام اور فقہائے کرام نے رشوت کا تعارفی خاکہ بیان کرنے کے لیے مختلف انداز اور الفاظ اختیار فرمائے ہیں۔ جن کا مجموعی مفہوم یہ ہے کہ "ہر وہ چیز رشوت ہے جو کسی کو اس کی مدد حاصل کرنے، حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرنے، اپنے حق میں فیصلہ کرانے یا حصولِ منصب وملازمت کی غرض سے دی جائے"۔[۲]

اور رشوت کی کئی قسمیں ہیں جن کے تحت اس کا لین دین کرنے والوں کا طریقۂ واردات بھی بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً اس کا ایک مشہور روپ یہ ہے کہ کسی صاحب بہادر آفیسر سے اپنا کوئی الٹا سیدھا کام کروانا ہو تو پہلے یا عین وقت پر یہ طے کیا جاتا ہے کہ چائے پانی کے لیے اتنا مال لگا دو، تمہارا کام ہو جائے گا۔ یہ سودا کبھی تو بلاواسطہ ہی طے پا جاتا ہے اور کبھی محض پردہ نشین یہ کام اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ کرواتے ہیں۔ اسی اندازِ رشوت ستانی کو علمی وفقہی زبان میں حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرنے میں رشوت کا لین دین کہا جاتا ہے۔ امام شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں اس فعل کو زنا سے

[۱] "رشوت، شریعتِ اسلامیہ میں ایک عظیم جرم"، ص:۸، ۹، ۱۱ بتصرف یسیر، یاد رہے کہ یہ کتاب مولانا مختار احمد ندوی کے ادارہ الدار السلفیہ بمبئی نے شائع کی ہے جو ۳۰۷ صفحات پر مشتمل نہایت جامع اور مانع ہے، جو فاضل مؤلف عبد اللہ عبد المحسن طریقی کا ایم. اے. کی ڈگری کے لیے جامعہ الامام، ریاض کے لاء کالج میں پیش کردہ ایک تحقیقی مقالہ ہے، جو عربی زبان میں تھا اور مولانا نصیر احمد ملی نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔(م.م.ق)

[۲] الأصول القضائية، ص: ۳۳۵، عون المعبود: ۴۹۶/۹، المحلی: ۱۵۷/۹، حاشية ابن عابدين.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی زیادہ بدتر قرار دیا ہے[۱]۔ اور جصاص نے احکام القرآن میں اس فعل کا ارتکاب کرنے والے شخص کو حرام خور اور فاسق قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ایسے شخص کو اس کے منصب سے معزول کر دینا چاہیے[۲]۔ اور رشوت دینے والا شخص بھی فاسق کہلانے کا مستحق ہو گا۔ اور امام قرطبیؒ و ابن تیمیہؒ جیسے اساطینِ علم کے نزدیک رشوت کی یہ بدترین شکل بالاتفاق حرام ہے[۳]۔ اور یہ بات کسی سے پوشیدہ نہ ہو گی کہ امانت و دیانت سے متصف اہلِ علم و ہنر افراد کو ان کی اہلیت کی بناء پر تمام سرکاری و غیر سرکاری امور کی ذمّہ داری سونپنا نہ صرف حکومت و عوام کی بہتری کے لیے ضروری ہے بلکہ ایک اہم دینی فریضہ اور امانت بھی ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف میں عہدہ و منصب کے بارے میں ارشادِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہے:

«إِنَّهَا أَمَانَةٌ وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ، إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا».[۴]

”یہ ایک امانت ہے اور یہی روزِ قیامت رسوائی و ندامت کا باعث بھی ہو گی، سوائے اس کے جس نے اسے حق کے ساتھ حاصل کیا ہو اور اس کا حق ادا کیا ہو“۔

اور اللہ تعالیٰ نے امانت کو ان کے اہل لوگوں تک پہنچانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا﴾[النساء:۵۸]

”اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل لوگوں کے سپرد کرو“۔

اور جب ان احکام کی نافرمانی کرتے ہوئے سیم و زرِ رشوت کی چکا چوند میں بصیرت کے اعتبار سے چندھیائے ہوئے لوگ نااہل لوگوں کو چور دروازوں سے گزر کر عہدہ و منصب دیں گے تو یہ

[۱] نيل الأوطار: ۸/۲۷۸.

[۲] أحكام القرآن: ۲/۸۶.

[۳] تفسير قرطبي: ۶/۱۸۳، عون المعبود: ۹/۴۹۶، فتاوىٰ ابن تيمية: ۳۱/۲۸۶.

[۴] صحيح مسلم: ۴۷۱۹ عن أبي ذر، السياسة الشرعية لابن تيمية، ص: ۱۴.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللہ و رسول ﷺ کے احکام سے سر تابی، قوم و ملک سے دھوکہ اور امانت میں خیانت ہو گی۔ اور ایسے امورِ منصب و ملازمت میں رشوت کا لینا دینا اور اس کی ایجنٹی کرنا سب ناجائز اور حرام ہے۔[۱]

اور نبیٔ اکرم ﷺ نے (رشوت و قرابت کی بناء پر) نااہل لوگوں کو منصب و ملازمت دینے کو بخاری شریف میں قربِ قیامت کی علامت قرار دیا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

«"إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ، فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ"، قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "إِذَا أُسْنِدَ الْأَمْرُ إِلَىٰ غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ"».[۲]

"جب امانت ضائع کی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرو"۔ کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! اس کو ضائع کرنے کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی کام نااہل لوگوں کے سپرد کیا جائے تو (یہی ضیاعِ امانت ہے) تب تم قیامت کا انتظار کرنا"۔

اور رشوت لے کر نااہل لوگوں کو منصب دینے والوں اور قوم کو دھوکہ دینے والوں پر یہ ارشادِ نبوی ﷺ بھی صادق آتا ہے:

«مَا مِنْ وَالٍ يَلِيْ رَعِيَّةً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهُمْ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ».[۳]

"جو والی (آفیسر) مسلمانوں کا نگران بنا اور اس حال میں مر گیا کہ وہ ان سے دھوکہ

[۱] البناية شرح الهداية: ۲۶۹/۳، فتاویٰ عالمگیری عربی: ۲۱۴/۳، رد المختار: ۳۰۴/٤، السياسة الشرعية لابن تيمية، ص: ۱۲.

[۲] صحيح البخاری: ٦٤٩٦ عن أبي هريرة رضي الله عنه، السياسة الشرعية لابن تيمية، ص: ١٤.

[۳] صحيح البخاري: ۷۱۵۱ عن معقل بن يسار، وصحيح مسلم: ٤٧٢٩، فتح الباری: ۲٤٦/۱٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفریب کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص پر جنّت حرام کردی ہے"۔

اور ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«مَنِ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَىٰ عِصَابَةٍ وَفِيْ تِلْكَ الْعِصَابَةِ مَنْ هُوَ أَرْضَىٰ لِلّٰهِ فَقَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَجَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ».[۱]

"جس نے مسلمانوں کی کسی جماعت پر کسی ایسے آدمی کو عہدہ دار بنایا جس سے اللہ کو زیادہ راضی کرنے والا (بہتر) شخص بھی موجود ہو، تو اس (عہد دینے والے) شخص نے اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں سے خیانت کی"۔

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

"مَنْ وَلِّی مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ شَيْئًا فَوَلّٰی رَجُلًا لِمَوَدَّةٍ أَوْ قَرَابَةٍ بَيْنَهُمَا فَقَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُسْلِمِيْنَ".[۲]

"جو مسلمانوں کے کسی بھی معاملہ میں ان کا والی (آفیسر) بنا، اور اس نے اپنی قرابت یا محبت (نہ کہ اہلیت) کی بناء پر کسی کو عہدہ دیا، تو اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں سے خیانت کی"۔

نوٹ: اقسامِ رشوت کے سلسلہ میں مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: "رشوت، عظیم جرم"، ص:۸۱ تا ۱۰۸۔

ہدیہ یا رشوت

جرمِ رشوت ستانی اس قدر رواج پاچکا ہے کہ اکثر اوقات یہ سودے کھلے عام ہی طے پاتے ہیں۔ اور کبھی ہوشیار اور شاطر قسم کے لوگ دوسروں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے

[۱] الدراية لابن حجر: ۱۶۵/۷، السياسة الشرعية، ص: ۱۰.

[۲] السياسة الشرعية، ص: ۱۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک نرالا انداز اختیار کرتے ہیں اور طریقۂ واردات بدل کر رشوت کو ہدیہ و تحفہ کے نام سے پیش کیا جاتا ہے کہ شاید اس طرح حرام کو حلال بنایا جا سکے۔ یوں وہ دنیا والوں کو دھوکہ دیتے اور شاید اللہ تعالیٰ کو بھی دھوکہ دینا چاہتے ہیں، جبکہ وہ ذات اس سے کہیں بالا و منزہ ہے۔ جیسا کہ قرآنِ پاک کے آغاز میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹﴾

[البقرۃ:۹]

”وہ اللہ تعالیٰ اور اہلِ ایمان کو فریب دیتے ہیں لیکن (در حقیقت) وہ اپنے آپ کو ہی فریب دیتے ہیں، مگر سمجھتے نہیں“۔

اہلِ علم نے ہدیہ کی تعریف مختلف الفاظ میں کی ہے، جن کا مجموعی مفہوم یہ ہے کہ کسی دُنیوی لالچ یا شرطِ اعانت کے بغیر، خالص حصولِ ثواب اور اظہارِ محبت کے لیے بلا طلب دوست و احباب کو دی گئی چیز ہدیہ کہلاتی ہے[۱]۔ اور شرعی اعتبار سے ایسے ہدیے کا لین دین مشروع اور مستحب ہے۔ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ مثلاً ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«تَهَادُّوْا تَحَابُّوْا».[۲]

”ایک دوسرے کو ہدیے دیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے“۔

اور ایک روایت میں ہے:

«تَهَادُّوْا تَحَابُّوْا وَتَصَافَحُوْا يُذْهِبُ الْغِلَّ عَنْكُمْ».[۳]

”ایک دوسرے کو ہدیے دیا کرو، اس سے محبت بڑھتی ہے، اور باہم ملتے ہوئے

[۱] فتاویٰ عالمگیری (عربی): ۲۲۶/۳، کشاف القناع: ۳۱۷/۶، الأصول القضائيد لعلى قواعد، ص: ۳۲۸، تعريب السياسة الشرعية للسيد عبد الله جمال الدين، ص: ۵۰.

[۲] مسند أبي يعلى عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ والصحاح للجوهري: ۲۵۳٤/٦.

[۳] ابنِ عساكر عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مصافحہ کیا کرو، یہ دل کا کینہ اڑا لے جاتا ہے‘‘۔

اور ایک روایت میں ہے:

«تَهَادَوْا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ».[۱]

’’ایک دوسرے کو ہدیے دیا کرو، بے شک ہدیہ سینے کے حسد وبغض کو اُڑا لے جا سکتا ہے‘‘۔

لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ہدیہ صرف ہدیہ ہی ہو، رشوت کا نام ہدیہ یا گفٹ نہ رکھا گیا ہو۔ جس کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے صاحبِ بصیرت خلیفہ نے صدیوں پہلے فرمایا:

«يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُسْتَعْمَلُ فِيهِ السُّحْتِ بِالْهَدِيَّةِ».[۲]

’’ایک وقت ایسا آنے والا ہے جب لوگ حرام کو ہدیہ کے نام سے حلال کر لیں گے‘‘۔

اور انہوں نے اپنے عہد کے تمام حکام اور آفیسر ان کو سختی سے آرڈر دے رکھا تھا:

«إِيَّاكُمْ وَالْهَدَايَا فَإِنَّهَا فِي الرِّشَا».[۳]

’’خبر دار! تحائف سے بچ کر رہو، کیونکہ یہ رشوت ہی ہوتے ہیں‘‘۔

ویسے بھی ایک عام فہم سی بات ہے کہ کل تک تو ایک شخص کی حالت یہ تھی کہ۔

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں
اس عاشقی میں عزتِ سادات بھی گئی!

اور آج اس کے کرسی پر براجمان ہوتے ہی گفٹ دینے والوں کی لائن لگ جائے تو ان گفٹوں یا

[۱] سنن ترمذي: ۲۱۳۰، وأحمد عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.
[۲] معین الاحکام، ص:۱۷۔
[۳] المسئولية الجنائية، ص: ۷٦.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تحائف کو کیا سمجھا جائے گا؟ یہ تحائف نہیں، بلکہ اسے اپنی طرف متوجہ کرنے اور اس کے دل میں کوئی نرم گوشہ پیدا کرنے کے حربے اور ہتھکنڈے ہیں۔ یہی لوگ کل آفیسر کے پاس اپنے الٹے سیدھے کاموں کے لیے آئیں گے مگر وہ تحائف کے بوجھ تلے اس قدر دبا ہوا ہو گا کہ ان کے مطالبے کو ناحق سمجھتے ہوئے بھی ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق بات کا اظہار نہیں کر سکے گا۔ یوں اگر وہ ان کا غلط کام کر دے گا تو گناہ میں مدد اور رشوت خوری جیسے دو دو گناہوں کا مرتکب ہو گا، اور اگر ان کا وہ کام صحیح تھا تو وہ اس کے فرائض میں شامل تھا۔ لہٰذا وہ تحفے رشوت بن گئے۔[۱]

ہاں، اگر کچھ لوگ کسی کو منصب پر فائز ہونے سے پہلے یہی دوستانہ گفٹ دیا اور لیا کرتے تھے تو ایسے تحائف کا تبادلہ اب بھی اس کے لیے جائز ہے، کیونکہ وہ حسبِ عادت آرہے ہیں نہ کہ برائے ضرورت[۲]۔ مثال کے طور پر قاضی اُس شخص کا ہدیہ قبول کر سکتا ہے جس کا کوئی کیس اس کی عدالت میں دائر نہ ہو اور ہدیہ دینے والا اس کے منصبِ قضاء پر فائز ہونے سے پہلے ہی تحفہ دیتا رہا ہو، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ اس کے منصب پر فائز ہونے کی وجہ سے سابقہ عادت اور طاقت سے بڑھ کر تحفہ نہ لایا ہو۔[۳]

مفتی کو اگر کوئی اس کے علم و معرفت کے اعتراف کے طور پر محبت سے ہدیہ دے تو جائز ہے، لیکن اگر غرض یہ ہو کہ فلاں مسئلہ میں فیصلہ میرے حق میں دے تو یہ ہدیہ لینا اور دینا حرام ہے۔[۴]

واعظ و مدرّس کو بھی محبت سے تحفہ دینا جائز ہے اور اگر مدرّس کو اس غرض سے ہدیہ دیا گیا کہ امتحان میں اسے اچھے نمبروں سے امتیازی پوزیشن دے کر پاس کرے گا تو یہ ہدیہ دینا بھی درپردہ

[۱] مبسوط: ۸۲/۱٦.

[۲] المقنع: ۱۲/۳، الانصاف: ۲۱۳/۱۱.

[۳] سبل السلام" ۱٦۷/٤، الانصاف، المغنی والشرح الکبیر: ٤۳٦/۱۱.

[۴] حاشیۃ ابن عابدین: ۳۷۳/۸، کشاف القناع: ۳۱۷/٦، المقنع: ٦۱۱/۳، نہایۃ المحتاج شرح المنهاج: ۹٦/۸، الانصاف: ۲۱۵/۱۱.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رشوت ہے[۱]، اور یہی صورتِ حال تحصیل داروں، والیوں اور ملازمین کے تحائف کی بھی ہے۔ اور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں ہدیے قبول کرنے سے منع فرمایا ہے[۲]۔ اگر کوئی آدمی کسی بڑے شخص کو تحائف دیتا ہے، وہ اس سے کوئی ناجائز کام تو نہیں کرانا چاہتا، بلکہ صرف اس کے قرب اور مصاحبت کی وجہ سے شہرت حاصل کرکے لوگوں میں اترانا چاہتا ہے ؏

بنا ہے شاہ کا مصاحب پھرے ہے اِتراتا!

تو اس غرض سے تحفہ دینا بھی حرام ہے[۳]۔ اور اس قسم کے ہدیے بھی رشوت کے مشابہ ہیں۔[۴]

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی تحفہ دیتا تو واپس کر دیتے، جب کہا گیا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تو ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے تو فرماتے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو لوگ مقامِ نبوّت پر سرفراز ہونے کی وجہ سے تحائف دیتے تھے نہ کہ والی و حاکم ہونے کی وجہ سے، اور ہمیں لوگ صرف حاکم ہونے کی وجہ سے تحائف دیتے ہیں، جو کہ رشوت ہے۔[۵]

قدرے جواز اور اس کی شرائط

یہ بات عرض کی جاچکی ہے کہ انسان فطری طور پر سوشل یا شہرت پسند واقع ہوا ہے۔ اسی بناء پر ان کے ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعلقات و روابط از بس ضروری ہیں، تاکہ باہمی تعلقات و مصالح کے تبادلے اور حقوق و فرائض کی ادائیگی سے ان کی معاشرتی زندگی پُر سکون و خوشگوار رہے۔ لیکن بعض شریر فطرت لوگ صرف مفادات و حقوق حاصل کرنا ہی کافی سمجھتے ہیں،

[۱] ابن عابدين: ۳۷۳/۵، نهاية المحتاج: ۹٦/۸.

[۲] بخاري مع الفتح: ۲۸۷/۱٦، مسلم مع النووي: ۲۱۸/۲۲/۱۲، دليل الفالحين شرح رياض الصالحين: ۳٤٥/۲.

[۳] عون المعبود شرح أبي داؤد: ٤۹۸/۹.

[۴] المغني والشرح الكبير: ٤۳٦/۱۱.

[۵] الحلال والحرام للقرضاوي، ص: ۳۷۷، طبع ۱۳ مختصراً، وغاية المرام: ٤٦۱، مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: ”رشوت، عظیم جرم“، ص: ۱۰۸ تا ۱۵۷۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دوسروں کے مفادات و حقوق کا خیال نہیں رکھتے۔ اور اسی بے ضابطگی و بے راہ روی میں ظلم و جبر، غصب و نصب جیسے جرائم جنم لیتے ہیں۔ ایسے میں اگر کسی کیس کے طرفین ہی مال و جاہ اور اثر و نفوذ میں برابر ہوں تو وہ ایک دوسرے سے نپٹ لیتے ہیں اور اپنے حقوق کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر ایک جانب کمزور ہو تو دوسرا اس کے حقوق کو دبانا چاہتا ہے۔ اب اس کمزور و مظلوم فریق کے سامنے دو ہی راستے ہوتے ہیں، ایک یہ کہ صبر سے کام لے یہاں تک کہ اللہ اپنی قدرتِ کاملہ سے اس کے حقوق کی بازیابی کی کوئی سبیل پیدا فرمادے اور اس پر سے ظلم کا دفاع کر دے۔ اور ایک بندۂ مؤمن کے لیے یہی راستہ افضل ہے، اور اس کے صبر کا یقیناً اسے بہتر صلہ ہی ملے گا۔ جیسا کہ مشہور مقولہ ہے اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرْجِ ''صبر کشائش کی چابی ہے''، اور دوسرا راستہ یہ کہ چار و ناچار اس ظلم سے نجات پانے اور اپنا حق حاصل کرنے کے لیے رشوت کا سہارا لے۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا خالص اپنے حق کے حصول اور ظلم کے دفعیہ کے لیے رشوت دینے والا شخص بھی گناہ گار ہوگا، یا صرف رشوت لینے والا ہی مجرم شمار کیا جائے گا، یا دونوں ہی یکساں گناہ گار ہوں گے؟ اس سلسلہ میں فقہاء اور اہلِ علم کی دو رائے ہیں، ایک یہ کہ اس اضطراری شکل میں رشوت لینے والا تنہا مجرم ہوگا، دینے والا گناہ گار نہیں ہوگا[۱]۔ جمہور علماء کا مسلک یہی ہے۔ امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں معروف فقیہ ابو اللیث سمرقندی کا قول نقل کیا ہے کہ آدمی کا اپنی جان و مال سے ظلم و مضرت کو دفع کرنے کے لیے رشوت دینا قابل مواخذہ نہیں ہے[۲]۔ اور علّامہ ابن حزم نے سورۃ البقرۃ کی آیت ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرۃ:۲۸۶] اور بعض احادیث سے استدلال کرتے ہوئے رفع ظلم و ضرر اور حصولِ حق کے لیے رشوت دینے کا حوالہ نقل کیا ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے:

[۱] عون المعبود: ۴۹۶/۹، احكام القرآن للجصاص: ۹۵/۴، المحلى لابن حزم: ۱۵۷/۹، فتح القدير: ۴۵۵/۵، نهاية المحتاج: ۹۵/۸، المقنع لابن قدامة: ۶۱۱/۳، البناية الهداية: ۲۶۸/۳، شيبه ابن عابدين: ۳۶۲/۵.

[۲] قرطبي: ۱۸۳/۶-۱۸۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«أَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَعُودُوا الْمَرِيضَ، وَفُكُّوا الْعَانِيَ».[۱]

”بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی مزاج پرسی کرو اور قیدی کو رہائی دلاؤ“۔

قیدی جب کافروں کے یہاں اسیر ہو تو رہائی کے لیے مسلمانوں کا مال کافروں کو جائے گا جو کہ جائز نہیں، لیکن اخف الضررین کو اختیار کیا جائے گا تو مال دینا اور قیدی چھڑانا نہ صرف جائز بلکہ لازم ہو گا۔ مسلم شریف میں ہے:

«إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ».[۲]

”جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو حسبِ استطاعت اس کی تعمیل کرو“۔

جبکہ یہی مفہوم سورۃ بقرہ کی آیت کا بھی ہے۔ اور ابنِ ماجہ میں ہے:

«رُفِعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ».[۳]

”میری اُمّت سے خطاء، بھول اور مجبوری سے کیے گئے افعال کا گناہ اُٹھالیا گیا ہے“۔

لہٰذا مجبور ہو کر اپنا حق حاصل کرنے اور ظلم کا دفعیہ کرنے پر مواخذہ نہیں ہو گا۔[۴]

یہ رائے رکھنے والے علماء وفقہاء ایسے حالات میں رشوت کے لین دین پر صرف رشوت لینے والے پر جرم عائد کرتے ہیں۔ اور ان کے اس بات پر دلائل جصاص کی احکام القرآن، امام شوکانیؒ کی نیل الاوطار، محلی ابن حزم اور عون المعبود میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ مختصراً عرض ہے کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ [المائدۃ:۲]

[۱] صحيح البخارى: ٥٣٧٣، أحمد، دارمي، عن أبي موسىٰ أشعري.

[۲] صحيح البخاري: ٧٢٨٨، صحيح مسلم: ٦١١٣، مسلم مع النووي: ١٠٩/١٥.

[۳] سنن ابن ماجه: ٢٠٤٣، ٢٠٤٥.

[۴] المحلى: ١٥٧/٩.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"بر و تقویٰ کے امور میں تعاون کرو"۔

حق کا حق دار کو پہنچانا اور ظلم کو دفع کرنا ایک ایسا ہی تعاون اور واجب ہے۔ لہٰذا اس کی ادائیگی پر بطورِ عوضانہ رشوت لینے والا گناہ گار ہو گا۔[۱]

اور ارشادِ الٰہی ہے:

﴿لَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ﴾[النساء:۲۹]

"اپنے اموال کو باطل طریقے سے مت کھاؤ"۔

حق دار کو حق پہنچانے اور رفع ظلم پر کچھ عوضانہ (رشوت) لینا، اکل بالباطل میں داخل ہے۔ اور قضاۃ، حکام و ملازمین کے لیے یہ فعل حرام اور باعثِ گناہ ہے۔[۲]

رفعِ ظلم اور حق دار کو حق پہنچانا

ارشادِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے:

«وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ أَخِيهِ».[۳]

"اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کی معاونت کرتا رہتا ہے جو اپنے بھائی کا تعاون کرے"۔

عدمِ تعاون ہے جو تعاونِ الٰہی سے دُوری کا سبب ہے، اور دُوری کے اسباب اختیار کرنے والا آدمی گناہ گار ہوتا ہے۔ لہٰذا رشوت لینے والا بھی گناہ گار ہے[۴]۔ اور ارشادِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے:

«مَنْ شَفَعَ لِأَخِيهِ بِشَفَاعَةٍ فَأَهْدَى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا، فَقَدْ

[۱] احكام القرآن: ٨٦/٤.

[۲] المحلى: ١٥٧/٩، نيل الأوطار: ٢٧٧/٨.

[۳] أبوداؤد: ٢٢٥ عن أبي هريرة رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

[۴] عون المعبود: ٢٩٠/١٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَتَى بَابًا عَظِيمًا مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا».[۱]

"جس نے اپنے کسی بھائی کی کوئی سفارش کی اور اس پر اسے ہدیہ دیا گیا جو اس نے قبول کر لیا تو وہ سود کے دروازوں میں سے بہت بڑے دروازے پر آ گیا"۔

جائز سفارش کارِ ثواب ہے اور کبھی واجب بھی ہوتی ہے۔ اور سفارش کے عوض میں ہدیہ لینے کو سود کی طرح حرام قرار دیا گیا ہے۔ تو رفع ظلم اور حق دار کو حق پہنچانے کے عوض تحفہ (یا رشوت) لینا بالاولیٰ حرام ہو گا اور لینے والا گناہ گار بنے گا[۲]۔ اور ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ».[۳]

"تمہارے خون و اموال ایک دوسرے پر حرام ہیں"۔

حق دار کو اس کا حق پہنچانا اور اپنے مسلمان بھائی سے ظلم ہٹانا واجب ہے۔ اور جو شخص اس واجب کی ادائیگی پر اس کا عوضانہ لے تو وہ ناحق و باطل ہو گا، اور اس کا لینا حرام ہے۔ اور لینے والا گناہ گار ہو گا[۴]۔ اور ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«لَا يَحِلُّ لِامْرِىءٍ مِنْ مَالِ أَخِيهِ إِلَّا مَا طَابَتْ بِهِ نَفْسُهُ».[۵]

"کسی شخص کے لیے اپنے کسی بھائی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں ہے"۔

حصولِ حق اور دفع ظلم کے لیے جو مال (بطورِ تحفہ یا رشوت) خرچ ہوتا ہے وہ خوشی سے نہیں

[۱] أبوداؤد: ٣٥٤١ عن أبي أُمامة.
[۲] عون المعبود: ٩/٤١٥.
[۳] صحيح البخاري: ١٧٤١، أحمد، عن أبي بكرة.
[۴] نيل الأوطار: ٥/٨٦.
[۵] مسند أحمد/ ٥/١١٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتا۔ لہٰذا لینے والے کے لیے اس کا لینا حرام ہے اور وہ گناہ گار ہو گا۔[۱]

اور ان مخصوص حالات میں جوازِ رشوت کا دعویٰ کرنے والے دلائل سے تہی دست بھی نہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"تم میں سے کوئی شخص میرے پاس سے صدقے کا مال بغل میں دبائے نکل جاتا ہے، حالانکہ وہ اس کے لیے آگ ہے"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب وہ مال اس کے لیے آگ ہے تو آپ دیتے ہی کیوں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا کروں! وہ یوں اصرار سے مانگتے ہیں کہ لیے بغیر نہیں چھوڑتے، اور اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں کہ میں بخل سے کام لوں"۔[۲]

بعض علماء اس حدیث سے یوں استدلال کرتے ہیں کہ جب اصرار کے دباؤ کی وجہ سے آپ ﷺ سائل کو مال دیا کرتے تھے، حالانکہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ اس کے لیے آگ ہے، تو ظلم کو دفع کرنے اور اپنا حق حاصل کرنے کی ضرورت کا دباؤ قبول کرنا کیونکر جائز نہ ہو گا؟[۳]۔ ایسے ہی حدیث میں ہے:

«اِجْعَلْ مَالَكَ دُوْنَ نَفْسِكَ وَنَفْسَكَ دُوْنَ دِيْنِكَ».

"اپنے مال کو جان سے اور جان کو دین سے کم مرتبہ دو"۔

جب جان کو خطرہ لاحق ہو تو مال کو ڈھال بنانے کی اجازت دی گئی ہے۔ لہٰذا مجبوری میں رشوت ایک قسم کی حفاظتی تدبیر ہے لہٰذا جائز ہے۔[۴]

[۱] نيل الأوطار: ٢٧٨/٨.

[۲] ابويعلى، أحمد بنحوه: ٤/٣-١٦، مجمع الزوائد هيثمي: ٩٤/٣-٩٥، ابن حبان: ٨٤٠-٨٤٨، وصححه الألباني في غاية المرام، حديث: ٤٦٣.

[۳] الحلال والحرام، ص:۳۲۳، طبع سیز دھم۔

[۴] تقريب الساعة: ٥٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب حبشہ میں تھے تو وہاں سے گلو خلاصی کرانے کے لیے انہوں نے ایک آدمی کو دو دینار رشوت دیئے اور فرمایا تھا:

«اَلْإِثْمُ عَلَى الْقَابِضِ دُوْنَ الدَّافِعِ».[۱]

"گناہ لینے والے کو ہے نہ کہ دینے والے کو"۔

جابر بن زید اور شعبی سے عبدالرزاق نے نقل کیا ہے کہ کوئی شخص اگر اپنی جان و مال سے ظلم کے دفع کرنے کے لیے رشوت دے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت عطاء اور ابراہیم نخعی سے بھی یہی منقول ہے[۲]۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے حدیثِ رسول:

«لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ».

بیان کرنے کے بعد فرمایا: "جو شخص حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرنے کے لیے رشوت دے تو وہ لعنتی ہے، اگر مال کے تحفظ کے لیے دے تو کوئی مضائقہ نہیں"۔ اور ابو شعثاء نے کہا ہے کہ زیاد کے زمانے میں ہمارے لیے رشوت سے زیادہ نفع بخش کوئی چیز نہیں تھی۔[۳]

امیر صنعانی نے بھاگے ہوئے غلام کو پکڑنے اور خصومت میں وکیل مقرر کرنے کی اجرت پر قیاس کرتے ہوئے حصولِ حق کے لیے رشوت کے جواز کی رائے نقل کی ہے[۴]۔ حضرت وہب بن منبہ سے بھی دین اور جان و مال کے تحفظ کے لیے مجبوراً رشوت دینے کے جواز کی رائے منقول ہے۔ اور ان آثار و روایات کے خلاف کسی سے کچھ منقول نہیں[۵]۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: رشوت عظیم جرم، ص: ۸۴ تا ۱۰۰۔

[۱] قرطبي: ٦/١٨٤، عون المعبود: ٩/٤٩٦.

[۲] أحكام القرآن للجصاص: ٤/٨٤، عون المعبود: ٩/٤٩٦، المحلى: ٩/١٥٧، المقنع: ٣/٦١١.

[۳] أحكام القرآن: ٤/٨٦.

[۴] سبل السلام: ٤/١٦٧.

[۵] قرطبي: ٦/١٨٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مگر یہ بات ذہن میں رہے کہ جواز کی اس محدود استثنائی شکل میں یہ ضروری ہے کہ خالص اپنا حق حاصل کرنا ہو کسی دوسرے کے حق پر ڈاکہ نہ ڈالنا ہو، اور ظلم وضرر کے دفعیہ کے لیے واقعی مجبوری ہو خواہ مخواہ مجبوری نہ بنائی گئی ہو، اور اس نے دوسرے تمام ذرائع سے کام لے لیا ہو، مگر بے سود رہے ہوں، تو پھر اس چارہ کار کی نوبت آتی ہے۔

دوسری رائے یہ ہے کہ تمام حالات میں رشوت لینا اور دینا یکساں حرام ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

«لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ».[۱]

”رشوت دینے والے اور لینے پر اللہ کی لعنت ہو“۔

یہ عموم ہر رشوت والے کو شامل ہے چاہے وہ حصولِ حق اور دفع ظلم کے لیے رشوت دے، خواہ وہ حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرنے کے لیے دے۔ اور ارشادِ الٰہی ہے:

﴿لَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾. [النساء:۲۹]

”اپنے مال کو آپس میں ناحق طریقے سے نہ کھاؤ“۔

جبکہ رشوت لینے والے کو مال دینا ناجائز اور باطل طور پر مال کھانے میں اس کی مدد کرنے کے مترادف ہے، اور دینے والے کی یہ حرکت لینے والے کو گناہ کے گڑھے میں گرا دیتی ہے۔ لہٰذا دینے والا بھی گناہ گار ہے۔[۲]

جرمِ رشوت شریعت کی نظر میں

جرمِ رشوت ستانی معاشرے میں فتنہ وفساد، ظلم وعناد، مفاد پرستی اور فرائض کی ادائیگی میں لا پرواہی وکوتاہی کے بیج بوتا ہے۔ اس کی وجہ سے خلافِ حق فیصلے ہوتے ہیں اور جس کا کام پہلے ہونا

[۱] ابن ماجة: ۲۳۱۳، ابن حبان، حاكم، وقال صحيح الاسناد عن ابن عمرو.

[۲] نيل الأوطار: ۲۷۷/۸، سبل السلام: ۱٦۷/٤.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چاہیے اس کا بعد میں اور بعد والے کا پہلے ہو جاتا ہے۔ ایسی ہی وجوہات کی بناء پر شریعت نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ سورۃ بقرہ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرۃ:۱۸۸]

"ایک دوسرے کا مال باطل و ناحق طریقے سے مت کھاؤ اور نہ ہی مال حاکموں کے پاس (بطورِ رشوت) پہنچاؤ کہ (اس طرح) جان بوجھ کر لوگوں کا کچھ مال کھا جاؤ"۔

اور رشوت چونکہ سراسر باطل طریقے سے مال کھانے کا ایک انداز ہے، لہٰذا اس آیت کی رو سے حرام ہے۔[۱]

علّامہ ابو بکر جصاص لکھتے ہیں کہ سورۂ مائدہ کی آیت:

﴿سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ﴾ [المائدۃ:۴۲]

"یہ لوگ جھوٹی باتیں بتانے کے لیے جاسوسی کرنے والے اور سُحت (حرام) کھانے والے ہیں"۔[۲]

اس آیت کی تفسیر بیان کرنے والے تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ "رشوت ستانی حرام ہے"۔

نبی ﷺ نے رشوت کو سُحت قرار دیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بھی ارشاد ہے:

رِشْوَۃُ الْحَاکِمِ مِنَ السُّحْتِ. "فیصلہ کرنے والے کا رشوت لینا سُحت ہے"۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

[۱] تفسير قرطبي: ۳۳۸/٤، المنار علامة رشيد رضا: ۹۵/۲.
[۲] أحكام القرآن: ۸۵/٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلسُّحْتُ الرِّشْوَةُ. ”سحت رشوت ہے“۔[۱]

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

اَلرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ كُفْرٌ وَهِيَ بَيْنَ النَّاسِ سُحْتٌ.[۲]

”فیصلہ میں رشوت لینا کفر ہے، اور عام لوگوں کے مابین اس کا لین دین سُحت (یعنی حرام) ہے“۔

ابو داؤد اور ترمذی شریف میں ہے:

«لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ».[۳]

”اللہ کے رسول ﷺ نے رشوت لینے اور دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے“۔

اس حدیث کے طرق اور تخریج دیکھنا ہو تو شیخ البانیؒ کی ارواء الغلیل، جلد نمبر ۸، صفحہ نمبر ۲۴۳ تا ۲۴۶، حدیث: ۲۶۲۰ ملاحظہ فرمائیں۔

ایک اور روایت میں ہے:

«لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ فِي الْحُكْمِ وَالرَّائِشَ يَعْنِي الَّذِيْ يَسْعٰى بَيْنَهُمَا».[۴]

”کسی فیصلے میں رشوت دینے، لینے اور ان کے مابین دوڑ دھوپ کرنے والے (تینوں افراد) پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے“۔

امام شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں ابن ماجہ وابن حبان کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں

[۱] قرطبي: ۱۸۳/٦.
[۲] طبراني موقوفًا بإسناد صحيح، مجمع الزوائد: ۱۹۹/٤.
[۳] أبوداؤد: ۳۵۸۰، ترمذي: ۱۳۳۷، أحمد عن عبد الله بن عمرو، ونقله ابن حجر في مختصر الترغيب: ۸۱/۱.
[۴] ترمذي، عن ابن عباس، حاكم عن عبد الله بن عمرو، وأبي هريرة، وقال صحيح الاسناد.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«لَعَنَ اللّٰهُ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ فِي الْحُكْمِ».[۱]

”فیصلہ میں رشوت دینے اور لینے والے پر اللہ کی لعنت ہو“۔

ایسی ہی ایک حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے، لیکن یہ دونوں روایتیں ہی ضعیف ہیں۔[۲]

اور نبی اکرم ﷺ نے رشوت کا لین دین کرنے والوں کے آخری ٹھکانہ کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

«الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ فِي النَّارِ».[۳]

”رشوت لینے والے اور دینے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے“۔

اور ابن جریر میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«كُلُّ لَحْمٍ نَبَتَهُ السُّحْتُ فَالنَّارُ أَوْلَى بِهِ».

”وہ گوشت جس کی سُحت سے پرورش ہوئی اس کا صحیح ٹھکانہ جہنّم ہی ہے“۔

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا السُّحْتُ؟

”کہا گیا: اے اللہ کے رسول! سُحت کیا ہے؟“

قَالَ: «الرَّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ».

”تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”فیصلہ کرنے میں رشوت کھانا سُحت ہے“۔[۴]

[۱] ترمذي: ۱/۲۵۰، ابن ماجه، ابن حبان.

[۲] الارواء: ۲۶۲۰.

[۳] طبراني عن عبد الله بن عمرو، و رواته ثقات معروفون، والبزار بلفظه عن عبدالرحمٰن بن عوف.

[۴] ابن جرير عن ابن عمر، قرطبي: ۶/۱۸۳.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور سود ورشوت خوری کا دُنیوی انجام بیان کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الرِّبَا إِلَّا أُخِذُوا بِالسَّنَةِ».

”جس قوم میں سود کی لعنت عام ہو جائے وہ قوم قحط سالی کا شکار ہو جاتی ہے“۔

«وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِ الرَّشَا إِلَّا أُخِذُوا بِالرُّعْبِ».[۱]

”اور جس قوم میں رشوت خوری عام ہو جائے وہ مرعوبیت کا شکار ہو جاتی ہے“۔

الغرض قرآن وسُنّت اور اجماعِ اُمّت کی رو سے رشوت حرام ہے۔[۲]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو حرام ذرائع روزگار اور ناجائز اسبابِ رزق سے محفوظ رکھے اور کسب رزقِ حلال کی توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین! والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابوعدنان / محمد منیر قمر

[۱] الفتح الرباني ترتيب المسند: ۲۱۲/۱۰، ومختصر الترغيب للحافظ، نيل الأوطار: ۲۷۷/۸، سبل السلام، المغنى، نهاية المحتاج.

[۲] دیکھیے: ”رشوت ایک عظیم جرم“، ص: ۱۵۸، ۱۵۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ مصادر ومراجع

نمبر شمار	نام کتاب	نام مؤلف
۱	القرآن الكريم	
۲	أحكام القرآن	الجصاص
۳	أحياء علوم الدين	امام غزالی
۴	ارواء الغليل	علامہ البانی
۵	الاصول القضائية في المرافعات الشرعية	شیخ علی قراعہ
۶	الانصاف	
۷	البناية شرح الهداية	
۸	الترغيب والترهيب	امام منذری
۹	تاريخ دمشق	علامہ ابن عساکر
۱۰	تطهير المجتمعات	علامہ احمد بن حجر۔ قطر
۱۱	تفسير ابن كثير	امام ابن کثیر
۱۲	تفسير قرطبي	امام قرطبی
۱۳	تفسير كبير	امام الرازی
۱۴	تفهيم القرآن	مولانا مودودی
۱۵	جامع الاصول	امام ابن الاثیر
۱۶	حاشية ابن عابدين	علامہ شامی
۱۷	الحلال والحرام	ڈاکٹر یوسف القرضاوی
۱۸	الحلال والحرام (اردوترجمہ)	شمس پیرزادہ
۱۹	جلية الاولياء	ابونعیم
۲۰	دليل الفالحين شرح رياض الصالحين	ابن علان
۲۱	رد المختار	
۲۲	رشوت، شریعت اسلامیہ میں ایک عظیم جرم (اردوترجمہ)	مولانا نصیر احمد ملی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	نام مؤلف
۲۳	الزواجر عن اقتراف الكبائر	علامہ ہیثمی
۲۴	سبل السلام	علامہ یمانی امیر صنعانی
۲۵	سنن ابو داؤد	امام ابو داوٗد
۲۶	سنن ابن ماجه	امام ابن ماجہ
۲۷	سنن ترمذی	امام ترمذی
۲۸	سنن دار قطنی	امام دار قطنی
۲۹	سنن دارمی	امام دارمی
۳۰	سنن کبریٰ بیہقی	امام بیہقی
۳۱	سلسلة الاحاديث الصحيحة	علامہ البانی
۳۲	سنن نسائی	امام نسائی
۳۳	سود	مولانا مودودی
۳۴	السياسة الشرعية	امام ابن تیمیہ
۳۵	شرح السنة	امام بغوی
۳۶	الصحاح	امام جوہری
۳۷	صحيح ابن حبان الاحسان	امام ابن حبان، علامہ فاسی، الارناؤوط
۳۸	صحیح بخاری	امام بخاری
۳۹	صحيح مسلم	امام مسلم
۴۰	الطبقات الكبرى	امام ابن سعد
۴۱	عون المعبود شرح ابی داؤد	علامہ شمس الحق عظیم آبادی
۴۲	غاية المرام فی تخريج احاديث الحلال والحرام	علامہ البانی
۴۳	فتاویٰ عالمگیری عربي	مجموعہ علماء ہند
۴۴	فتح الربانی ترتيب وشرح مسند احمد الشيباني	احمد عبد الرحمٰن البناء
۴۵	فتح القدير شرح هداية	امام ابن ھمام
۴۶	الكبائر	علامہ الذہبی
۴۷	كشاف القناع	منصور البہوتی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	نام مؤلف
۴۸	المبسوط	امام سرخسی
۴۹	مجمع الزوائد	علامہ ہیثمی
۵۰	مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ	امام ابن تیمیہ
۵۱	المحلّی	علامہ ابن حزم
۵۲	مختصر ابن کثیر	شیخ محمد نسیب الرفاعی
۵۳	مختصر مسلم	امام منذری تحقیق البانی
۵۴	مستدرك حاکم	امام حاکم
۵۵	مسند ابی یعلیٰ	امام ابو یعلیٰ موصلی
۵۶	مسند احمد	امام احمد بن حنبل
۵۷	المسئولية الجنائية في الفقه الاسلامی	شیخ بہنسی
۵۸	معجم طبرانی أوسط	امام طبرانی
۵۹	معجم طبرانی کبیر	امام طبرانی
۶۰	المغنی والشرح الکبیر	علامہ ابن قدامہ
۶۱	مشکوٰۃ المصابیح	خطیب تبریزی
۶۲	معین الاحکام	علاء الدین طرابلسی
۶۳	المقنع	امام ابن قدامہ
۶۴	مؤطا امام مالك	امام مالک
۶۵	نهاية المحتاج شرح المنهاج	امام شافعی
۶۶	نیل الاوطار	امام شوکانی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مؤلف کی دیگر تصانیف اور علمی کاوشیں

مطبوعہ کتب:

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخ طباعت
۱	آئینۂ نبوت (سیرت النبیؐ ایک اچھوتے انداز میں)	۵۱	مکتبہ کتاب و سنت۔ بزم الہلال	طبع دوم ۲۰۰۰ء
۲	رمضان المبارک روحانی تربیت کا مہینہ	۴۰	مکتبہ کتاب و سنت۔ بزم الہلال	طبع دوم ۲۰۰۰ء
۳	توحید: شکوک و شبہات کا ازالہ	۱۲	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ علی الباقرین شارجہ۔ توحید پبلیکیشنز بنگلور	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۴	مسنون ذکرِ الٰہی (مختصر)	۵۰	مکتبہ کتاب و سنت۔ عامر الباقرین شارجہ	طبع چہارم ۲۰۰۴ء
۵	مسنون ذکرِ الٰہی (مفصّل)	۴۶۳	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع چہارم ۲۰۰۴ء
۶	مناسک الحج والعمرہ (پاکٹ سائز)	۳۰۰	مکتبہ کتاب و سنت۔ عامر الباقرین شارجہ	طبع اول ۱۹۸۱ء
۷	در آمدہ گوشت کی شرعی حیثیت	۸۰	مکتبہ کتاب و سنت۔ شیخ الکندی شارجہ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۸	خنزیر کی چربی پر مشتمل اشیاء (اردو)	۳۲	صدیقی ٹرسٹ کراچی	طبع اول ۱۹۸۰ء
۹	خنزیر کی چربی پر مشتمل اشیاء (اردو۔ انگلش)	۳۲	ابرڈین یونیورسٹی (برطانیہ) مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع اول ۱۹۸۱ء طبع چہارم ۲۰۰۴ء
۱۰	انسانی تاریخ کی خفیہ ترین تحریک	۳۲	مکتبہ کتاب و سنت۔ صدیقی ٹرسٹ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۱۱	مقامِ سنت اور فتنۂ انکارِ حدیث	۹۶	مکتبہ کتاب و سنت، الادارۃ الاسلامیہ، توحید پبلیکیشنز	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۱۲	تین اہم اصولِ دین مع مختصر نماز	۵۸	مکتبہ کتاب و سنت، الادارۃ الاسلامیہ، توحید پبلیکیشنز	طبع اول ۱۹۸۳ء
۱۳	دین کے تین اہم اصول مع مختصر مسائلِ نماز	۶۴	دار الافتاء والمکاتب التعاونیہ وغیرہ	۲۰۰۴ء تک دس ایڈیشن
۱۴	قبولیتِ عمل کی شرائط	۴۰۸	مکتبہ کتاب و سنت و جامعہ سلفیہ بنارس	طبع چہارم ۲۰۰۳ء
۱۵	دعوت الی اللہ اور داعی کے اوصاف	۹۶	مکتبہ کتاب و سنت، الادارۃ الاسلامیہ، توحید پبلیکیشنز	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۱۶	سیرتِ امام الانبیاء ﷺ	۶۱۴	مکتبہ کتاب و سنت۔ مکتبہ ابن تیمیہ، قطر	طبع سوم ۲۰۰۴ء
۱۷	شراب اور دیگر منشیات	۳۹۹	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۱۸	مختصر مسائل و احکامِ طہارت و نماز	۲۸	مکتبہ کتاب و سنت۔ توحید پبلیکیشنز	۱۴۲۳ھ۔ ۲۰۰۲ء
۱۹	فقہ الصلوٰۃ (جلد اول)	۴۲۸	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع اول ۱۹۹۰ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخ طباعت
۲۰	فقہ الصلوٰۃ (جلد دوم)	۸۲۷	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع اول ۱۹۹۹ء
۲۱	سوئے حرم (حج وعمرہ اور قربانی)	۳۶۶	مکتبہ کتاب وسنت، مرکزی جمعیت اہلحدیث	طبع سوم ۲۰۰۳ء دہلی، انڈیا
۲۲	زیارتِ مدینہ منورہ (آداب واحکام)	۳۱	مکتبہ کتاب سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور، صدر دفتر امورِ مسجد نبوی ﷺ	طبع دوم ۲۰۰۲ء
۲۳	صحیح تاریخ ولادت مصطفی ﷺ اور عید میلاد، یوم وفات پر؟	۳۱	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۲۴	نماز وروزہ کی نیّت (مراجعہ وتہذیب)	۴۷	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲ء
۲۵	جہادِ اسلامی کی حقیقت (مراجعہ وتہذیب)	۱۸۸	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء
۲۶	سود ورشوت (مراجعہ وتہذیب)	۱۲۸	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱ء
۲۷	زناکاری وفحاشی (مراجعہ وتہذیب)	۲۰۸	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱ء
۲۸	مختصر مسائل واحکام رمضان وروزہ	۴۰	مکتبہ کتاب وسنت۔ توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲ء
۲۹	مختصر مسائل حج وعمرہ اور قربانی وعیدین	۵۹	مکتبہ کتاب وسنت۔ توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲ء
۳۰	گلدستۂ نصیحت سے پچاس (۵۰) پھول	۴۴	الشیخ عبدالعزیز المقبل	طبع دوم ۲۰۰۳ء
۳۱	مساجد ومقابر اور مقاماتِ نماز	۱۶۸	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع اول ۲۰۰۴ء
۳۲	احکام وآدابِ مساجد	۲۸۶	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع اول ۲۰۰۴ء
۳۳	نماز کیلئے مرد وزن کا لباس	۱۴۶	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع اول ۲۰۰۳ء
۳۴	لواطت واغلام بازی	۱۲۰	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء
۳۵	انسدادِ زنا ولواطت کے لیے اسلام کی تدابیر	۱۲۹	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء
۳۶	حج مسنون (شارجہ ٹیلیویژن پروگرام)	۱۴۴	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء
۳۷	آمین- معنیٰ ومفہوم مقتدی کے لیے حکم	۱۰۴	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء
۳۸	رفع الیدین قائلین وفاعلین کے دلائل	۱۱۶	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء
۳۹	درود شریف- فضائل واحکام	۱۹۲	نورِ اسلام اکیڈمی، لاہور	طبع دوم ۲۰۰۳ء
۴۰	ظہورِ امام مہدی	۲۱	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	طبع دوم ۲۰۰۲ء
۴۱	مسائل قربانی وعیدین	۲۸۳	مکتبہ کتاب وسنت، مرکزی جمعیت اہلحدیث	طبع دوم ۲۰۰۳ء انڈیا
۴۲	شراب سے علاج؟	۵۹	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۴۳	تعویذ گنڈوں اور جنات وجادو کا علاج	۸۶	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۴۴	نماز پنج گانہ کی رکعتیں مع وتر وتہجد وجمعہ	۱۲۵	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	طبع دوم ۲۰۰۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخ طباعت
۴۵	تمباکو نوشی	۱۰۴	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۴۶	دخولِ جنت کے تیس اسباب و ذرائع	۳۴	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع دوم ۲۰۰۲ء
۴۷	امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ضرورتِ جہاد	۱۲۳	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱ء
۴۸	اسیرانِ جہاد اور مسئلہ غلامی	۱۲۸	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع اول ۲۰۰۲ء
۴۹	انسانی جان کی قیمت اور فلسفۂ جہاد	۹۵	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۱ء
۵۰	وجوبِ نقاب (چہرے کا پردہ)	۱۶۴	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۲ء
۵۱	مصنوعی اعضاء کی صورت میں غسل و وضو	۹۷	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۳ء
۵۲	نماز کے مفسدات و مکروہات و مباحات	۷۷	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۳ء
۵۳	ٹوپی و پگڑی سے یا ننگے سر نماز؟	۴۷	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور، مکتبہ ابن حجر بھٹکل	۲۰۰۳ء
۵۴	غیر مسلموں سے تعلقات اور جھوٹے کھانے پینے کا حکم	۱۱۲	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۴ء
۵۵	رکوع والے کی رکعت؟	۳۰	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲ء
۵۶	رکوع سے سجدے میں جانے کی کیفیت	۳۲	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲ء
۵۷	جمعۃ المبارک: فضائل و مسائل	۹۹	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۵۸	گانا و موسیقی - قرآن و سنت کی نظر میں	۹۶	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور، مدرسہ اصلاح المسلمین، بہار، انڈیا	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۵۹	...اور سگریٹ چھوٹ گئی	۳۲	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۰	تارکین و مانعین رفع یدین کے دلائل کا جائزہ	۱۵۰	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۱	بدعاتِ رجب و شعبان	۸۰	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۲	تارکِ نماز کا انجام	۱۵۶	صراط مستقیم - برمنگھم	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۶۳	آدابِ دعاء (مقامات، اوقات وغیرہ) (اشتراک)	۱۰۴	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۴	نمازِ نبوی ﷺ (کتاب + VCD)		تالیف: الشیخ محمد صالح المنجد، الخبر	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۶۵	محرّمات (حرام اشیاء و امور)	۱۴۵	تالیف: الشیخ محمد صالح المنجد، الخبر	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۶	سالِ نو اور تذکرہ چند بدعات کا	۵۷	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۶۷	نمازِ تراویح	۱۲۶	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۸	عملِ صالح کی پہچان، قبولیتِ عمل کی شرائط (مختصر)	۱۱۰	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶ء
۶۹	مچھلی کے پیٹ میں	۱۶۰	مکتبہ کتاب و سنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۳۵ھ-۲۰۱۴ء
۷۰	نمازِ جنازہ (مختصر مسائل و احکام)	۹۶	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخ طباعت
۷۱	بدعات اور ان کا تعارف (تہذیب)	۱۲۸	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	
۷۲	مسائلِ اذان واقامت اور جماعت وامامت	۱۵۹	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۳	فقہ الصلوٰۃ بنام نمازِ نبوی (جلد سوم)	۷۷۳	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۴	مسائل واحکامِ طہارت		مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۵	رمضان المبارک اور احکامِ روزہ (مفصّل)		مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۶	سورۃ فاتحہ، فضیلت، مقتدی کے لیے حکم	۲۴۹	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	
۷۷	اوقاتِ نمازِ پنج گانہ	۱۲۶	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۸	نماز میں عدم پابندی اور تارکِ نماز کا حکم		مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۹	نماز میں ہاتھ... کب؟ کہاں؟ کیسے؟	۱۲۶	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۸۰	اندھی تقلید وتعصّب میں تحریف کتاب وسنت	۷۹	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۸۱	حقوقِ مصطفیٰ اور گستاخِ رسول کی سزا	۳۳۷		
۸۲	الامام العلّامہ ابن باز	۲۲۴	مکتبہ کتاب وسنت، ومکتبہ ام القریٰ	
۸۳	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد اول	۵۵۶	مکتبہ کتاب وسنت، ومکتبہ ام القریٰ	۱۴۳۲ھ-۲۰۱۱ء
۸۴	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد اول	۶۴۰	مکتبہ کتاب وسنت، ومکتبہ ام القریٰ	۱۴۳۵ھ-۲۰۱۴ء
۸۵	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد دوم		مکتبہ کتاب وسنت، ومکتبہ ام القریٰ	
۸۶	اسلامی تربیتِ اَولاد	۲۲۲	مکتبہ کتاب وسنت، مکتبہ ام القریٰ، توحید پبلیکیشنز	۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳ء
۸۷	دنیوی مصائب ومشکلات (تہذیب ومراجعہ)	۴۳	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز	۲۰۰۳ء
۸۸	نماز میں کی جانے والی غلطیاں (تہذیب ومراجعہ)	۶۳	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز	۲۰۰۴ء
۸۹	مردوزن کی نماز میں فرق (تہذیب ومراجعہ)	۴۰	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز	۲۰۰۴ء
۹۰	استقامت: راہِ دین پر ثابت قدم (تہذیب ومراجعہ)	۶۴	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز	۲۰۰۴ء
۹۱	امامت کا اہل کون؟ (اعداد وتقدیم)	۷۶	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۲	ارکانِ ایمان (مراجعہ وتقدیم)	۱۰۴	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۳	ارکانِ اسلام (مراجعہ وتقدیم)	۱۲۲	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۴	دوہرے اجر کے مستحق لوگ (تہذیب)		مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۹۵	احکامِ القرآن (اوامر ونواہی) (تہذیب واضافہ)	۵۶۰	ہند	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۹۶	جہیز وجوڑے کی رسم (تہذیب)	۶۳	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۷	انسان کا سب سے بڑا دشمن (تہذیب)		ہند	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۸	تلاشِ حق کا سفر، تالیف: محمد رحمت اللہ خان (تہذیب)		ابو حنیفہ اکیڈمی	۱۴۲۸ھ-۲۰۰۷ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخ طباعت
۹۹	خوشگوار زندگی کے بارہ اصول (تقدیم)	۴۰	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۱۰۰	معوذتین: فضائل و تفسیر (مراجعہ و تہذیب)	۷۲	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۱۰۱	جنتی عورت (تہذیب و تقدیم)	۹۷	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز	۱۴۲۸ھ-۲۰۰۷ء
۱۰۲	قرآنی گرامر کی مختصر، ضروری اور آسان ورک بک (تہذیب)			۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۱۰۳	گھریلو ماحول کی اصلاح کیلئے ۴۰ نصیحتیں (مراجعہ و تقدیم)		توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۳۲ھ-۲۰۱۱ء
۱۰۴	سفر آخرت، حسنِ خاتمہ و سوءِ خاتمہ (مراجعہ و تقدیم)		توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۳۲ھ-۲۰۱۱ء
۱۰۵	گلدستہ دروسِ خواتین (جلد اول) ام عدنان قمر (مراجعہ و تہذیب)		مکتبہ کتاب و سنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳ء
۱۰۶	گلدستہ دروسِ خواتین (جلد دوم) ام عدنان قمر (مراجعہ و تہذیب)		مکتبہ کتاب و سنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳ء
۱۰۷	زاد المبلغات (مراجعہ و تہذیب)		مکتبہ کتاب و سنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۴۱ھ-۲۰۲۰ء
۱۰۸	سفینۂ نجات (تہذیب و اضافہ)		مکتبہ کتاب و سنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۴۱ھ-۲۰۲۰ء
۱۰۹	انسان کا سب سے بڑا دشمن کون؟ (مراجعہ و تہذیب)		مکتبہ کتاب و سنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۴۱ھ-۲۰۱۹ء
۱۱۰	بیماریوں کا علاج (قرآن و سنت کی دعاؤں سے (تہذیب و اضافہ)		مکتبہ کتاب و سنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۴۱ھ-۲۰۲۰ء
۱۱۱	آدابِ زندگی	۶۴	توحید پبلیکیشنز، بنگلور۔ انڈیا	۱۴۳۳ھ-۲۰۱۲ء
۱۱۲	صبح و شام کے اذکار (نظرِ ثانی)	۳۷	دار المصنفین، اردو بازار، لاہور۔ پاکستان	۲۰۲۲ء
۱۱۳	أسماء اللہ الحسنیٰ۔ اللہ کے خوبصورت نام (نظرِ ثانی)	۱۲۰	جامعہ سلفیہ، اپر صورہ، سرینگر	
۱۱۴	امّی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (تقدیم و تہذیب)	۶۴	توحید پبلیکیشنز، بنگلور۔ انڈیا	۱۴۳۵ھ-۲۰۱۴ء
۱۱۵	سود و رشوت اور بعض دیگر ناجائز ذرائع معاش	۱۲۷	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۲ھ-۲۰۰۱ء
۱۱۶	شہادتِ حضرت حسین رضی اللہ عنہ (نظرِ ثانی)	۱۱۲	مکتبہ کتاب و سنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۴۱ھ-۲۰۲۰ء
۱۱۷	مختصر مساجد و مقابر اور مقاماتِ نماز	۹۵	توحید پبلیکیشنز، بنگلور۔ انڈیا	طبع دوم ۲۰۲۳ء
۱۱۸	مسلم خواتین کی خوبیاں (تہذیب و تسہیل)	۵۶	توحید پبلیکیشنز، بنگلور۔ انڈیا	۱۴۴۳ھ-۲۰۲۲ء
۱۱۹	نماز و روزہ کی نیت	۳۸	توحید پبلیکیشنز، بنگلور۔ انڈیا	۱۴۴۴ھ-۲۰۲۳ء
۱۲۰	وہابیت (نظرِ ثانی)	۱۶	توحید پبلیکیشنز، بنگلور۔ انڈیا	۱۴۴۳ھ-۲۰۲۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسوّدات:

نمبر شمار	نام مسودہ	مؤلف
۱	پچاس (۵۰) سوال و فتاویٰ احکامِ حیض	الشیخ محمد بن صالح العثیمین
۲	ممنوعات (ناجائز امور)	الشیخ محمد صالح المنجد، الخبر
۳	فقہ الصلوٰۃ (جلد چہارم)	
۴	احکامِ زکوٰۃ و صدقات	
۵	چند اختلافی مسائل میں راہِ اعتدال	
۶	مقالاتِ قمر (جلد اول)	
۷	مقالاتِ قمر (جلد دوم)	
۸	الامام المحدّث الالبانیؒ	
۹	تفسیر سورۂ حجرات	
۱۰	حرمین شریفین (حدود، آداب، فضائل، تاریخ)	
۱۱	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد دوم	
۱۲	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد سوم	
۱۳	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد چہارم	
۱۴	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد پنجم	
۱۵	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد سوم	
۱۶	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد چہارم	
۱۷	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد پنجم	
۱۸	چند نفلی نمازیں اور سجدے	
۱۹	تفسیر آیات الاحکام (دو جلدیں)	
۲۰	الادعیہ والاذکار فی اللیل والنہار (عربی)	
۲۱	صحیح فضائلِ اعمال (قرآن کریم اور صحیح بخاری و مسلم کی روشنی میں)	
۲۲	اسلام: ناتواں علماء اور نادان عوام کے مابین	
۲۳	تبلیغی نصاب کے ناشر اور دیوبندیت کے مؤلف کی توبہ	
۲۴	فضائلِ اعمال پر ایک نظر، مہندس فصیح الدین قریشی	
۲۵	ایک کھلا خط- تحریر: محمد رحمت اللہ خان	
۲۶	(کھلا خط تمام مسلمانوں کے نام)، سید محمد صبغت اللہ امجد	
۲۷	تبلیغی نصاب: تجزیہ و تبصرہ	
۲۸	گلدستۂ آداب کے چند پھول	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

حج اور قربانی کے موضوع پر لکھی منفرد انداز کی حامل

سُوئے حرم

تصنیف وتالیف: محمد منیر قمر

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر، سعودی عرب

تخریج وتحقیق: حافظ عبدالرؤف صاحب، فاضل مدینہ یونیورسٹی

- حج وعمرہ اور قربانی کے احکام ومسائل پر اردو میں متعدد کتابیں موجود ہیں، لیکن یہ کتاب اپنی منفرد خصوصیات کی وجہ سے ممتاز ہے۔ (مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف، لاہور، پاکستان)
- سوئے حرم مع اپنی تعلیقات کے جدید طرزِ تصنیف کی نمائندہ، ایک خوبصورت اور معنی آفرین کتاب ہے اس کے مندرجات اور تعلیقات ہر دو سے لکھنے والوں کے خونِ جگر کی سرخی صاف چھلکتی نظر آتی ہے۔

(مولانا سراج الحق، مدیر ماہنامہ ''الفلاح'' انڈیا)

- یوں تو اس موضوع پر متعدد تصانیف موجود ہیں مگر جامعہ اسلامیہ کے فاضل محقق حافظ عبدالرؤف صاحب نے جملہ مسائل کی انوکھی تحقیق کے ذریعے اس کتاب کو جداگانہ رنگ دے دیا ہے۔

(مولانا عطاء اللہ خان، سرپرست ''نوائے اسلام'' دہلی، انڈیا)

- حج وعمرہ اور قربانی کے موضوع پر اردو زبان میں میری نظر میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے، اس کتاب کی تالیف پر جہاں مؤلف قابلِ مبارک باد ہیں وہیں مخرج معلق بھی لائق صد تحسین ہیں۔

(مولانا رضاء اللہ عبدالکریم المدنی، ''ترجمان''، دہلی، انڈیا)

- سوئے حرم سلسلۃ الذہب کی ایک سنہری کڑی اور قابلِ رشک حد تک علمی وتحقیقی اور جاندار کتاب ہے، اس کتاب کے ورق ورق پر تصنیف وتخریج کا جدید محققانہ احساس رواں دواں نظر آتا ہے۔

(روزنامہ ''سیاست''، حیدرآباد، انڈیا)

حج اور عمرہ اور قربانی کے موضوع پر بے نظیر کتاب
۴۸۰ احادیث وآثار کی علمی انداز میں مفصل تخریج

- مستند دلائل
- علمی نکات واشارات
- مضبوط جلد
- عمدہ کتابت
- جاذب نظر ٹائٹل
- ۶۵۸ صفحات
- ہدیہ ۱۸۰ روپے